طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد نہم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد نہم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	ہدایات و فرمودات غوث اعظم	13
	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صدق بیانی	17
5	پھوپھیوں اور بہنوں کی پرورش پر جنت کی بشارت	19
	بیٹیوں کی پرورش اور شادی دخول جنت کا ذریعہ	20
	پھوپیوں اور بہنوں کے حقوق میں کوتاہی مت کرو	22
6	جب جنتی لوگ دوزخیوں کا مذاق اڑائیں گے	23
	دوزخیوں کی سزا	24
7	جائز تجارت اور حلال کھانا	26
	حرام کھانیوالے کی دعا قبول نہیں ہوتی	29

	رزق حلال کی برکت	30
8	قیامت کے دن حقوق العباد کیسے ادا ہوں گے	32
	نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا	33
	قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس	34
	قیامت میں نیکیوں کا سکہ چلے گا	35
9	ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے	36
	خواتین کے فضائل	37
	عورتیں خود شریعت پر عمل پیرا ہوں	39
10	عالم برزخ کیا ہے	41
	انسان منتقل ہوتا رہتا ہے	44
11	نیک بندوں کی صفت قرآن میں	46
	مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ	47
	اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے	48
	علم پر عمل کرو	48
	نیک بندے	49
12	گناہوں کی عادت نہ بنائیں	50
	خطا انسان ہی کرتا ہے	51
	رحمت خداوندی سے مایوس مت ہوں	52
13	پڑوسی کی خدمت سے ایمان کی تکمیل	54
	پڑوسی کے حقوق	55
14	وہ لوگ جو عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے	57

	سورۂ ملک اور آلم سجدہ پڑھنے والا	58
	پیٹ کے مرض میں مرنیوالا	59
	جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنیوالا	59
	رمضان میں مرنے والا	60
	جو مریض ہو کر مرے	60
	مجاہد اور اسلامی سرحد کا محافظ اور شہید	60
	مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں	61
15	حضور ﷺ کو مقام شفاعت عطا کیا گیا	62
	حضور ﷺ کو امت کی فکر	63
	میں اللہ کا حبیب ہوں	65
16	موت کے وقت کفار اور مشرکین کو عذاب	67
	ایمان بہت بڑی دولت ہے	70
17	اسلام نے وسعتِ قلبی کی تعلیم دی ہے	72
	وفد نجران مسجد نبوی میں	73
	آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں	74
18	بھیک مانگنا دوزخ کے انگارے جمع کرنا ہے	76
	گداگری عام ہوتی جارہی ہے	77
	مشقت کی روزی میں برکت	77
	اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے	78
	تندرست کا سوال کرنا	79
	ایک انصاری صحابی کا واقعہ	79

	رزق مل کر رہے گا	80
19	حضور ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا	82
	معاشرے کی اصلاح میں عورتوں کا کردار اہم ہوسکتا ہے	83
	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	84
20	ارشاداتِ رسول ﷺ پر عمل کیجئے	86
	بیس جواہرات	87
	آپ ﷺ نے فرمایا	87
	پوری کائنات کا وجود آپ علیہ السلام کی مرہون منت	90
21	انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں	92
	حضرات انبیاء صرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں	93
	زمین نبیوں کے جسم نہیں کھاسکتی	94
	حضرات انبیاء مناسک حج بھی ادا کرتے ہیں	95
	بعض شہداء احد کے جسم برسہا برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے	96
22	کیا عورتوں کے لئے چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے	98
	چہرہ اور ہتھیلی بھی ڈھک کر چلیں	104
23	عقل مند وہ ہے جو قناعت پسند ہو	105
	ہماری جان و مال اللہ کی امانت ہے	108
24	غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟	109
	تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری ہے	112
25	اعلیٰ تعلیم کے حامی بھی عورتوں کا حجاب ضروری سمجھتے تھے	113
	ماہنامہ الفیصل میں ڈاکٹر احسان اللہ خان لکھتے ہیں	114

	اعدائے اسلام کی سازش	116
26	گناہوں کی نحوست سے توفیق سلب ہوجاتی ہے	117
	غفلت کا برا انجام	118
	غفلت انسان کو اللہ کی نشانیوں کی تکذیب پر امادہ کرتی ہے	119
	غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے	119
	ہم کیوں پیدا کیے گئے	120
27	والدین کی خدمات ادعاؤں کی برکت	121
	دعاؤں کی برکت	122
	والدین کی اطاعت دارین میں سرخروئی کا ذریعہ	124
28	دعا سے بیماریوں کا علاج	126
	بخار و درد میں	129
	شکر کی حقیقت اور فضیلت	131
	انسان کی تخلیق کا مقصد	134
29	مسجد اور امام کا مقام بہت بلند ہے	136
	جناب مولانا خرم مراد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں	137
	مسجد صرف نماز پڑھنے کیلئے نہیں	139
30	گانے سننے کی بھیانک سزاء	140
	گانے پر وعید	141
	ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے	142
	ناچ گانا کے شوقین پر عذاب آئے گا	143
	ہلاکت کے چھ اسباب	143

	مسلمان گانا باجا کی آواز سے بھی پرہیز کریں۔	144
31	پردے کا اہتمام اور اسکا مقام	146
	عورتیں گھروں کو لازم پکڑیں	147
	غیر محرم رشتہ دار سے پردہ بہت ضروری	149
32	حضرت عمر بن عبد العزیز کیسے خلیفہ بنائے گئے	150
	محدث حضرت رجاء بن حیوہ کا امت پر احسان	152
	عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نمونۂ عمل	153
33	موت کے وقت مومن کا اعزاز و اکرام	155

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد نہم کا

انتساب اور ثواب

نواسۂ رسولِ اکرمؐ حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جن کی والدۂ ماجدہ فاطمہ بنت رسولؐ ہیں، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "سید اشباب اھل الجنة الحسن والحسین" جنت میں جوانوں کے سردار حسن وحسین ہوں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ آپؓ کی پیدائش پر نبی پاکؐ نے اپنی آوزِ مبارک سے اذان وتکبیر آپؓ کے کانوں میں پہونچائی جو نشۂ وحدت ورسالت بن کر میدانِ کربلا تک حق صداقت کے روپ میں کفر وباطل کا منھ کالا کرتی رہی بالآخر آپؓ کی عظیم قربانی نے ملت اسلامیہ کو وہ تاریخ دی جس کی تمثیل زمانہ ماضی تا مستقبل نہ ممکن ہے۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب آستانۂ اہل بیت اطہار

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدآر قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/ جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

ہدایات وفرمودات غوث اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ متقی اور پرہیز گار وہی ہوسکتا ہے۔جس کے اندر سچ بولنے کی عادت ہو جھوٹا آدمی کبھی متقی اور پرہیز گار نہیں ہوسکتا آج کی اس عظیم الشان محفل میں مجھے غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وفرمودات عرض کرنا ہے۔حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غرہ ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو بمقام جیلان ولادت باسعادت ہوئی، اسی مناسبت سے آپ کے ارشادات وفرمودات کا ایک مختصر انتخاب اس طرح ہے۔

حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قطب ربانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی پناہ بینائی کے بعد نابینائی سے، وصول کے بعد جدائی سے، قرب وترقی کے بعد تنزل سے، ہدایت کے بعد گمرہی سے اور ایمان کے بعد کفر سے''

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شریک کو قبول نہیں کرتا وہ غیور ہے، ہر چیز پر غالب اور زبردست ہے تو وہ اپنے شریک کو ہلاک اور معدوم کر دیتا ہے، تاکہ وہ اپنے بندے کو خالص کرلے، خاص اپنے لئے بغیر کسی شریک کے جیسا کہ ارشاد ہے۔'' وہاں لوگوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اسے''۔

فرمایا: ''دنیا میں سے اپنا مقسوم اس طرح مت کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو، بلکہ اس کو بادشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کہ تو بیٹھا ہوا ہو اور وہ طباق اپنے سر پر رکھے ہیۓ کھڑی ہو۔ دنیا خدمت کرتی ہے اس کی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اس کو ذلیل کرتی ہے۔''

فرمایا: ''حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں۔ اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے، اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کردیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کردیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ اے سورج اے چاند اور اے دن تم سب آؤ''؟

فرمایا: ''تجھ پر افسوس! مخلوق ایک دن یا تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا دو سال تیری حاجتیں پوری کردے گی، آخرکار تجھ سے تنگ آجائے گی، تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی قربت اختیار کرلے اور سب مرادیں اسی سے مانگے، کیونکہ وہ تجھ سے تنگ نہ آئے گا اور دنیا وآخرت کی حاجتوں میں تجھے رنجیدہ نہ کرے گا۔ حق پرست کی توحید جب پکی ہوجاتی ہے تو اس کا باپ اور ماں، ابن، دوست، دشمن، مال

اور پڑوس کچھ نہیں رہتا ہے کسی چیز سے اس کو آرام نہیں ملتا اور سوائے دروازہ حق تعالی اور اس کے احسان کے کسی چیز سے علاقہ قائم نہیں رہتا ہے''۔

فرمایا''ساری خوبیوں کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، قول میں بھی اور فعل میں بھی''۔فرمایا''مومن کا دل چوں و چرا کا واقف ہرگز نہیں بنتا بلکہ تسلیم اختیار کرتا ہے''ایک گھڑی کا صبر شجاعت ہے۔اللہ تعالیٰ مدد اور فتح سے صابروں کے ساتھ ہے۔

فرمایا: ''اپنے دلوں کو سنوارو کیونکہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو تمہارے تمام حالات درست ہو جاتے ہیں''۔

حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر غیر کے نفس کو خاص اپنے نفس کو درست کر دوسروں کی طرف نہ بڑھ ابھی بہت کچھ باقی ہے، جس کی اصلاح تجھے ضروری ہے''۔

فرمایا: ''اللہ تعالی نے مجھے بہت سارے آئینے عطا کئے ہیں، مجھ سے کسی کا خلاف شرع عمل پوشیدہ نہیں رہتا، کیونکہ جب بھی کوئی شریعت کے حدود توڑتا ہے تو وہ آئینہ مجھے خبر کر دیتا ہے''۔

فرمایا: ''لوگوں کو آنکھوں والا ہی راستہ پر چلا سکتا ہے، جو خود اندھا ہے دوسرے کو کس طرح راہ بتائے گا''۔

فرمایا: ''اے بندے! تقدیر کے پرنالے کے نیچے صبر کا تکیہ لگائے ہوئے موافقت (یعنی رضا بالقضاء) کا قلادہ ڈالے ہوئے کشائش کے انتظار میں عابد ہو کر خواب کر۔پس جب تو ایسا ہوگا تو اس کے فضل واحسان سے تجھ پر وہ مقدر نازل ہوگا جسے تو اچھی طرح طلب نہیں کر سکتا ہے اور نہ اس کی تمنا کر سکتا ہے''۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تقدیر کے ساتھ موافق ہونے نے مجھے قادر تک پہنچایا ہے''۔

فرمایا: ''اے بچے! تقویٰ کو لازم پکڑ تجھے حدود شرع کی پابندی (لازم ہے) اور نفس و ہوئی اور شیطان اور بری صحبتوں کی مخالفت ضروری ہے''۔

فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو''۔

فرمایا: ''یہ آخری زمانہ ہے، نفاق و کذب کی چاندی ہے، منافقوں، کاذبوں اور دجالوں کے پاس نہ بیٹھو''۔

فرمایا: ''شیطان تیرا اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن ہے''۔

فرمایا: ''خالق کو چھوڑ کر خلقت کا پابند نہ بن''۔

فرمایا: ''اے شخص! سوائے اللہ کے کسی کا نہ بن، نہ نفس کا نہ ہوا کا، نہ دنیا کا نہ آخرت کا''۔

فرمایا: ''اپنے گناہوں سے توبہ کر (گناہوں سے منہ موڑ کر) اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف دوڑ''۔

فرمایا: ''جب توبہ کرے تو چاہیے کہ تیرا ظاہر و باطن توبہ کرے''۔

فرمایا: ''جب تجھے بیماری آئے تو صبر کے ہاتھ سے لے اور دوا کے آنے تک تحمل کر، پھر جب دوا آئے تو شکر کے ہاتھ سے لے''۔

فرمایا: ''آگ کا خوف مومنوں کے جگروں کو کاٹ ڈالتا ہے اور ان کے چہرے زرد کر دیتا ہے اور دلوں کو غمگین بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر اپنی رحمت اور لطف کا پانی ڈالتا ہے اور ان کے لئے آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔

فرمایا: ''غرور سے باز آ پیشتر اس کے کہ تو پینا چاہے اور بے عزت کیا جائے''۔ فرمایا: ''اے شخص! تو دنیا میں ہمیشہ رہنے اور اس میں نفع حاصل کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا''۔

فرمایا: ''ایمان قول اور عمل ہے''۔

فرمایا: ''اگر تم سائل کو کچھ دے سکتے ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت تو کسی سائل کو خالی نہ پھیرو''۔

فرمایا: ''دل کی حیات حق، عزوجل کے امر کی اطاعت نہی سے باز رہنے اور مصیبتوں، حادثوں اور تقدیروں میں صبر کرنے سے''۔

فرمایا: ''ایک گھڑی فکر کرنا تمام رات کھڑے رہنے سے بہتر ہے، اس تفکر کے ساتھ تیرا دل زندہ ہوگا''۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صدق بیانی

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے شروع ہی سے ان کی بے مثال تربیت کی ان کے بچپن کا ایک واقعہ جو صدق گوئی سے متعلق ہے اور بڑا ہی مشہور ہے آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات سال کی تھی ان کی ماں نے چاہا کہ میرا بیٹا علم حاصل کرے، چنانچہ جیلانی کو بغداد علم حاصل کرنے کیلئے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیا توشہ سفر تیار کیا اور نصیحت کر دی کہ بیٹا ہمیشہ سچ ہی بولنا اور چند اشرفیاں بھی آستین میں چھپا کر سل دیں کہ جب ضرورت پڑے گی استعمال کر لیں گے، راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹ لیا، شیخ کو بھی ایک ڈاکو نے پکڑ لیا اور سامان کی تلاشی لی جب کچھ بھی نہیں ملا تو پوچھا کیا تمہارے پاس روپے پیسے نہیں ہیں تو شیخ نے کہا کہ میری آستین میں اشرفیاں ہیں جو میری ماں نے چھپا کر سل دی ہیں، تو ڈاکو نے کہا کہ اگر تم جھوٹ بول دیتے تو تمہاری اشرفیاں بچ جاتیں تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولنا، ہمیشہ سچ ہی بولنا، ڈاکو پر سچ کی بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خود بھی ڈاکہ زنی سے تائب ہو گیا اور اسکے ساتھ جتنے ڈاکو تھے سبھی تائب ہو گئے اور

قافلے والوں کا جتنا سامان لوٹا تھا سب واپس کر دیا۔ یہ ہے سچ کی برکت اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ الصِّدْقَ یُنْجِیْ وَالْکِذْبَ یُهْلِکُ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے، اس لئے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ سچ بولنے والا ہمیشہ مطمئن رہتا ہے اور جھوٹا آدمی ڈرتا رہتا ہے کہ اگر راز فاش ہو گیا تو بڑی رسوائی ہوگی، اسلئے ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ بولنے اور سچوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پھوپیوں اور بہنوں کی پرورش پر

جنت کی بشارت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِالْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لاَیُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلام کتنا پیارا مذہب ہے جس نے ہر ایک کے حقوق کا لحاظ رکھا اور نبی آخرالزماں ﷺ نے عملی طور پر اسکو کر کے دکھادیا حضور ﷺ فرماتے ہیں صلہ رحمی کرنیوالا وہ شخص نہیں جو بدلہ دینے والا ہے یعنی جو رشتہ توڑتا ہے اس سے رشتہ توڑے اور جو رشتہ جوڑتا ہے اس سے رشتہ

جوڑے، بلکہ صلہ رحمی کو نبھانے والا حقیقت میں وہ شخص ہے کہ جب اسی سے رشتہ توڑا جائے تو وہ رشتہ جوڑے، اور ہر ایک رشتہ دار کے ساتھ اسی حساب سے حسن سلوک کرے جیسی اس سے رشتہ داری ہے، جو جتنا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے اس سے اتنا ہی زیادہ رشتہ قائم رکھے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ذوی القربیٰ (رشتہ داروں) کا تذکرہ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو، روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سہیلیوں کے پاس ہدایا تحائف بھیجا کرتے تھے، پھوپیوں اور بہنوں کا درجہ تو بہت بڑا ہوتا ہے بسا اوقات بہنیں غریب ہوتی ہیں انکے گذران کیلئے تنگی ہوتی ہے ایسی محتاجگی اور تنگدستی کے عالم میں اگر ان کا خیال کیا جائے تو یقیناً ان کے لئے بہت برا سہارا ہو سکتا ہے اور دنیا و آخرت میں بھلائی اور نیکی کا ذریعہ وسبب بن سکتا ہے بلکہ بیٹیوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کی پرورش اور انکی دیکھ ریکھ پر حدیث میں جنت کی بشارت بھی آئی ہے۔

بیٹیوں کی پرورش اور شادی دخول جنت کا ذریعہ

جس مسلمان کی بھی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرتا ہو حتی کہ ان کی شادی کرادے یا وہ مر جائیں وہ باپ کیلئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی، کسی نے عرض کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: اگر دو بیٹیاں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (خرائطی، طبرانی) میں اور وہ عورت جس نے شادی اور زیب و زینت کو ترک کر دیا ہو، جو جاہ ومنصب والی ہو اور حسن و جمال کی مالکہ ہو اس نے اپنے آپ کو بیٹیوں کی نگہداشت کیلئے روک لیا ہو، حتی کہ بیٹیوں کی شادی ہو جائے یا مر جائیں وہ عورت جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگی جیسے یہ دو انگلیاں۔ (خرائطی) جس شخص نے ایک بیٹی کی شادی

کرائی قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج سجائیں گے۔(ابن شاہین) جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا تین کی پرورش کی حتی کہ ان کی شادی کرادی یا وہ انہیں چھوڑ کر خود مر گیا میں اور وہ جنت میں یوں ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔(ابن حبان)

جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو خالاؤں یا دو پھوپھیوں یا دو دادیوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔ اگر وہ (عورتیں) تین ہوں تو یہ اس کے لئے زیادہ باعث فرحت ہے اگر عورتیں چار ہوں یا پانچ ہوں اے اللہ کے بندو! اسے پاؤ اسے قرضہ دو اور اس کی مثال بنو۔(طبرانی)

جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی ان پر خرچ کیا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا یہاں تک کہ بیٹیاں اس سے بے نیاز ہوگئیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتے ہیں الّا یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کردے جس کی مغفرت نہ ہو۔ کسی نے عرض کیا جس کی دو بیٹیاں ہو؟ ارشاد فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔(خرائطی) جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا اور ان کی دیکھ بھال کرتا رہا وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا آپ نے چاروں انگلیوں سے اشارہ کیا۔(احمد)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّبْسُطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَيَنْسَاَلَهُ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور دنیا میں اس کے آثار قدم تادیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے یہ کتنی اہم بشارت ہے صلہ رحمی کرنیوالوں کیلئے۔

پھوپھیوں اور بہنوں کے حقوق میں کوتاہی مت کرو

آج کل لوگ بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں بڑی غفلت وکوتاہی برت رہے ہیں۔ باپ کے انتقال کے بعد میراث میں بہنوں کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں اور پوری جائداد بھائی آپس میں ہڑپ کرر کھ لیتے ہیں جبکہ یہ ناجائز اور حرام ہے اور اس طرح عمر بھر بہنوں کے مال بغیر ان کی خوشدلی کے کھاتے رہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَایَحِلُّ لِمَالِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسِهٖ کسی مرد مسلم کا مال اسکی خوشدلی کے بغیر لینا جائز نہیں۔ پورے مسلم معاشرے میں عموماً یہ وبا پھیلتی جارہی ہے، جو پڑھے لکھے طبقے کے لوگ ہیں وہ بھی اس سلسلہ میں بڑی غفلت اور کوتاہی برت رہے ہیں جبکہ بسا اوقات وہ بڑی کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کرتی ہیں اور ان کے برادران باپ کی جائداد سے دنیا کے مزے لوٹتے ہیں جس میں بہنوں کے حقوق بھی ہیں۔ بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ انکے واجبی حقوق کے علاوہ اپنے اموال سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ شریعت مطہرہ نے میراث میں لڑکوں کیلئے دو حصہ اور لڑکیوں کیلئے ایک حصہ مقرر کیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکوں پر ذمہ داریاں ہوتی ہیں، بہنیں آتی ہیں، پھوپھیاں آتی ہیں، ان کے حقوق کی پاسداری اور صلہ رحمی لڑکوں کے ذمہ ضروری ہے، صلہ رحمی کے تعلق سے نبی کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ صِلْ مَنْ قَطَعَکَ تم سے جو رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جب جنتی لوگ دوزخیوں کا مذاق اڑائیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دار العمل ہے یہاں جیسا عمل کرو گے مرنے کے بعد آخرت میں ویسے بدلہ ملے گا، جن لوگوں نے اللہ کو ایک مانا، پیغمبر اسلام ﷺ کو اللہ کا سچا پیغمبر تسلیم کیا اور پھر ان کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اپنی زندگیاں گذار دیں، تو ان کے لئے آخرت میں بیش بہا نعمتیں ہوں گی ایسی نعمتیں جن کا دنیا میں انسان تصور ہی نہیں کرسکتا اور جن لوگوں نے اللہ کا انکار کیا اور غیروں کی پرستش کی تو انکا انجام بھی بڑا خراب ہوگا قرآن وحدیث میں دونوں قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بڑی تفصیل سے مطیع

وفرمانبرداراور نافرمانوں کے راحت وآرام اور تکلیف وعذاب کو بیان کیا گیا ہے۔ آج کے اس جلسہ میں دوزخیوں کے عذاب کا کچھ تذکرہ کروں گی کہ کس طرح ان کو مرنے کے بعد سزا ملے گی۔قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ جنتی دوزخیوں کے حال پر ہنسیں گے،سورۂ مطففین میں ہے۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے،مسہریوں پر بیٹھے انکا حال دیکھ رہے ہوں گے۔تفسیر درمنثور میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جنت میں کچھ دریچے اور جھروکے ایسے ہوں گے جن سے اہل جنت اہل دوزخ کو دیکھ سکیں گے اوران کا بُرا حال دیکھ کر بطورانتقام ان پر ہنسیں گے جیسا کہ دنیا میں مومنوں کو دیکھ کر خدا کے مجرم ہنستے تھے اور کنکھیوں کے اشاروں سے ان کا مذاق اڑاتے تھے اور گھروں میں بیٹھ کر بھی دل لگی کے طور پر ایمان والوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ الآیۃ ۔سورۂ مومنون میں ہے کہ دوزخیوں سے اللہ جل شانہ،کا ارشاد ہوگا کہ میرے بندوں میں ایک گروہ (ایمان والوں کا) تھا جو (ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخشد یجئے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالے ہیں‘‘تم نے ان کا مذاق بنارکھا تھا اور یہاں تک تم ان کا مذاق بنانے میں مشغول رہے کہ انکے مشغلہ نے تم کو میری یاد بھی بھلادی،آج میں نے ان کوان کے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

دوزخیوں کی سزا

سورۂ دخان میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں دوزخیوں کے تذکرہ میں بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا وہ ایسا پگھلے گا جیسے تانبا پیٹوں میں کھولے گا گرم

پانی کے کھولنے کی طرح اس کو پکڑ واور دھکیل کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ پھر ڈالو اس کے سر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار، یوں تو آیتوں کا ترجمہ ہے مفسرین حمیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں پانی دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا پاخانہ کے راستہ سے باہر نکل آئیگا آج دنیا میں جو بڑی عزت ووجاہت کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں کل جب آنکھیں بند ہوں گی اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتوں کو مسلط کیا جائیگا اس وقت معلوم ہوگا کہ دنیا کے اندر ہم جس کو پوجتے تھے اور جن دیوی دیوتاؤں کو مانتے تھے آج وہ کچھ بھی کام نہیں آرہے ہیں بلکہ ان کو بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ بلاشبہ تم اور جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا سب جہنم کے ایندھن ہوں گے۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے عذاب کو بیان کیا اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں اور دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے، نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عزت کا، بلاشبہ وہ لوگ پہلے خوش حال تھے اور بڑے گناہ پر ضد کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہوجائیں تو کیا پھر ہم اٹھائیں جائیں گے، کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے نبی آپ فرمادیجیے کہ پہلے اور بعد کے سبھی لوگ اکٹھا کیے جائیں گے، معلوم دن کے مقرر وقت پر۔ پھر اے گمراہو اور جھٹلانیوالو! کھاؤ گے زقوم کے درخت سے اور اس سے پیٹ بھرو گے، پھر پیو گے، اس پر ایک جلتا ہوا پانی، پھر پیو گے، سخت پیاسے ہوئے اونٹ کے پینے کی طرح یہی ان کی مہمانی ہوگی انصاف کے دن۔ اللہ ہم سب کو بچائے ایسے عذاب سے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

جائز تجارت اور حلال کھانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کے اعمال پر اسکے کھانے کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ حلال اور پاکیزہ کھانا کھائے تو اسکو نیک اعمال کی توفیق ملے گی۔ حدیث شریف میں حلال کمائی کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ حلال کمائی بھی ایک فریضہ ہے فریضہ کے بعد یعنی جس طرح نماز وغیرہ فرض ہے اسی طرح حلال روزی تلاش کرنا بھی فرض ہے انسان کو بہر حال زندگی گذارنے کیلئے ذریعہ معاش تو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے بغیر اس کے تو چارۂ کار نہیں تو کیوں حلال اور پاکیزہ رزق کی تلاش نہ کی جائے تاکہ ثواب کے بھی مستحق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی روزی اپنے ذمہ لی ہے اور ہر ایک کے پاس روزی پہونچ کر رہے گی اب یہ

اس کے اختیار کی چیز ہے کہ حلال طریقہ سے کمائے یا حرام طریقہ سے اگر حرام طریقہ سے روزی تلاش کریگا تو بہر حال اسکا اخروی انجام اچھا نہیں ہوگا۔

مسند احمد کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ ہیں. عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ؟ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِهٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ (مستدرک للحاکم ص۱۲، ج۲، مجمع الزوائد ص۶۰، ۶۱۔ ج ۴، علل الحدیث ص ۱۷۳، بلوغ المرام ۲۲۳)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول کونسی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام اور ہر نیکی والی تجارت، یعنی آدمی اپنے ہاتھوں سے کام کرے کسی سے اپنی احتیاجی کو ظاہر نہ کرے یہ پاکیزہ کمائی ہے اور دھوکہ سے خالی تجارت پاکیزہ ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پاک میں اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے نیکی والی تجارت کی فضیلت کو بیان کیا وہ تجارت جو کہ دھوکہ سے، جھوٹ سے، جھوٹی قسموں سے مبرا اور پاک ہو اس کی فضیلت بیان کی ہے، اس حدیث میں ایک عجیب نقطہ کو بیان کیا گیا ہے، وہ یہ کہ اکثر طبیعتیں اس بات کو چاہتی ہیں کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے انہیں روزی حاصل ہو جائے اور انہیں کچھ کرنا ہی نہ پڑے نیز اکثر طبیعتیں آسانی کو تلاش کرتی ہیں کہ ایسی جگہ مل جائے جہاں کام تھوڑا کرنا پڑے اور اس کا بدلہ زیادہ حاصل ہو تو ان دونوں قسم کی طبائع پر رد کرنا اس حدیث میں مقصود ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دینا مقصود ہے۔

اور دوسری بات یہ بتانی مقصود ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے کام کرے اور دوسرے کی طرف محتاجی کو ظاہر نہ کرے اور تیسری بات یہ بتانی مقصود ہے کہ انسان میں جو سستی کا مادہ ہے اس کو انسان ختم کرے۔

علامہ محمد بن اسماعیل سفانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:۔ **والحدیث دلیل علی تقریر ماجبلت علیه الطبائع من طلب المکاسب وانما سئل صلی الله علیه وسلم عن اطیبها احلها وابرکها وتقدیم عمل الید علی البیع المبرور دال علی انه افضل وللعلماء خلاف فی افضل المکاسب قال الماوردیؒ: اصول المکاسب الزراعة والتجارة والصنعة. وتعصب بما اخرجه البخاری من حدیث المقدام مرفوعاً: مااکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیه و ان نبی الله داؤد کان یاکل من عمل یدیه۔**

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، شرح بلوغ المرام۔ص۵۔ج۳)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اکثر طبعیتیں کام کی جگہوں کو طلب کرنے میں بخل سے کام لیتی ہیں، اور آنحضرت ﷺ سے اس کے پاکیزہ کے بارے میں سوال کیا یعنی تجارت کے زیادہ حلال اور زیادہ برکت کے بارے میں پوچھنا مقصود تھا۔ اور ہاتھ کی کمائی کو نیکی والی تجارت پر مقدم کیا، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہاتھ کی کمائی افضل ہے اور افضل کام میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں، اصل کمائی تجارت زراعت اور کوئی چیز بنانا ہے، مزید فرماتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے زیادہ مشابہ بات یہ ہے کہ پاکیزہ کمائی تجارت ہے مزید فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح زراعت ہے، اس لئے کہ زراعت توکل کے زیادہ قریب ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی پیروی کی ہے وہ حدیث جو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ سب سے بہترین جو انسان کھائے وہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

حضرت داوٗد علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے حکومت وسلطنت کی عظیم الشان نعمت سے بھی نوازا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے نہ کہ حکومت کی آمدنی سے۔

حرام کھانیوالے کی دعا قبول نہیں ہوتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبُ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہیں پاکیزہ چیز ہی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسی کا حکم دیا جس کا حکم دیا رسولوں کو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے رسولو! کھاوٗ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک کام کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاوٗ جو ہم نے تمکو دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے کپڑے میلے کچیلے اور غبار آلود ہیں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار حالانکہ اسکا کھانا حرام اسکا پینا حرام اس کا پہننا حرام ہو اسکی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے ،دعا کی قبولیت کیلئے ضروری ہے کہ آدمی کا پیٹ حرام غذاوٗں سے پر نہ ہو۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْكَرِبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْكُلَ مِنْ

عَمَلِ يَدَيْهِ وَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَاكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ۔(بخاری ص۲۷۸/ج۱۔باب کسب الرجل وعملہ بیدہ)تاریخ الکبیر للبخاری ص۴۲۹/ج۷ (ھذا منقول من شرح بلوغ المرام ص۵/ ج۳)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایک نے کبھی بھی ایسا کھانا نہ کھایا ہوگا جو کہ بہتر ہو اس (کھانے) سے جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔ اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ یعنی بہترین کھانا وہ کھانا ہو جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر اور دن رات محنت کر کے حاصل ہونے والی کمائی سے کھائے اور اس کھانے کو مذکورہ حدیث میں سب سے ہلاک کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ پاک دنیا و آخرت میں برکت ختم کر دیتے ہیں، ملاحظہ ہو۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے۔ (يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰا) يُهْلِكُ وَيُذْهِبُ بِبَرَكَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. (ص۵۱، تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ)

رزق حلال کی برکت

حلال روزی پر ایک واقعہ یاد آرہا ہے یوپی کے ضلع مظفر نگر میں ایک مشہور قصبہ ہے کاندھلہ وہاں ایک بہت بڑے عالم تھے مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات آدمی تھے، ایک دفعہ ہے کہ ایک گاؤں میں گئے دیکھا ایک مسجد بڑی پرانی ہے، صفائی ستھرائی کی اسکے اذان کا وقت ہوا تو اذان دے کر نماز پڑھی، شام میں ایک آدمی آبادہ سمجھ گیا کہ یہ مسافر آدمی ہے کھانا وغیرہ کا انتظام کرنا چاہیے، چنانچہ وہ گھر گیا اور تین روٹیاں لے کر آیا حضرت نے تینوں روٹیاں تناول فرمائیں رات میں جب سوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین دفعہ زیارت ہوئی یہ سوچ کر کہ یہ جگہ بہت بابرکت ہے۔ دوسرے روز پھر اسی جگہ قیام کیا تو اس آدمی نے دوسری

رات دو روٹیاں لاکر دی حضرت نے تناول فرمایا تو اس رات دو دفعہ آپ ﷺ کی زیارت ہوئی تیسرے دن پھر وہیں ٹھہر گئے وہ آدمی تیسری رات ایک روٹی لے کر گیا تو آپ ﷺ کی زیارت ایک دفعہ ہوئی، چوتھے دن اس آدمی نے کہا کہ حضرت اب کہیں اور چلے جایئے کہنے لگے کیوں یہ تو بہت بابرکت جگہ ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ حضرت میں ایک غریب آدمی ہوں دن بھر محنت مزدوری کرتا ہوں تو میرے کھانے کا بندوبست ہوتا ہے پہلے روز میں آپ کے لئے کھانا لا رہا تھا اپنے حصہ کا تو بیوی نے کہا میرا بھی لیجا کر دیدو، بچے نے کہا کہ میرے حصے کا بھی لے جاؤ، اس طرح تین روٹیاں لایا تھا۔ دوسرے روز اپنا اور بیوی کا حصہ لایا، اور تیسرے روز صرف اپنا حصہ لایا اور اب میرے اندر ہی برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ تو حضرت نے کہا اسی حلال کھانے کی برکت تھی کہ بار بار آپ ﷺ کی زیارت ہو رہی تھی۔ اللہ ہم سب کو حلال رزق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

قیامت کے دن حقوق العباد کیسے ادا ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! دنیا میں کمزورں کو کتنا ہی ستائے ان پر ظلم کرے ان کی عزت و ناموس پر حملہ کرے مگر قیامت میں ایک ایک شئی کا گن گن کر حساب لیا جائیگا، وہاں ذرا بھی ناانصافی نہیں ہوگی اگر کسی کا ذمہ تھوڑا بھی حق ہوگا تو اس کا بھی بدلہ دلایا جائیگا، حتی کہ اگر سینگ والے جانور نے بلاسینگ والے جانور کو مارا تو قیامت کے دن بلاسینگ

والے جانور کو سینگ دی جائیگی تا کہ وہ اپنا بدلہ لے سکے اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائیگا، حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد حقوق اللہ میں اگر کچھ کمی بیشی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف کر سکتے ہیں مگر حقوق العباد یا تو بندے کے معاف کرنے سے معاف ہونگے یا حقوق ادا کرنے سے۔

قیامت کے روز اللہ کے حقوق (نماز، روزہ، زکوۃ، حج، وغیرہ) کا بھی حساب ہوگا اور حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کا بھی حساب ہوگا دنیا میں جس کسی کا حق مارا ہو یا کسی بھی طرح ظلم یا زیادتی کی ہو سب کا حساب اور فیصلہ ہوگا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کے حقوق کا مارنا قیامت کے دن کیلئے اس قدر خطرناک نہیں ہے جس قدر بندوں کے حقوق مارنے اور بندوں کو ستانے وظلم کرنے میں خطرہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں، ان کی طرف سے اپنے حقوق کی بخشش کر دینے کی امید کی جاسکتی ہے، لیکن بندے چونکہ حاجتمند ہوں گے اور ایک ایک نیکی سے کام نکلنے اور نجات پانے کی امید ہوگی اس لئے بندوں سے معاف کرنے اور اپنا حق چھوڑنے کی امید رکھنا بیجا ہے۔ قیامت کے روز روپیہ پیسہ مال و دولت کچھ بھی پاس نہ ہوگا، حقوق کی ادائیگی کیلئے نیکیوں کا لین دین ہوگا، اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام اس قدر ہوگا کہ جانوروں نے جو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔

نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہے کہ اس کی بے آبروئی کی ہو اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہئے کہ آج ہی اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر اس دن سے پہلے حلال کرالیوے جبکہ نہ دینار نہ درہم ہوگا۔ پھر فرمایا اگر اس کے کچھ اچھے عمل

ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور جس پر ظلم ہوا ہے اس کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لیکر اس ظالم کے سر ڈالدی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس درہم روپیہ پیسہ اور مال واسباب نہ ہو اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میری امت میں سے (حقیقی) مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوۃ لیکر آئے گا یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے اور زکوۃ بھی ادا کی ہوگی، اور ان سب کے باوجود اس حال میں میدان حشر میں آئیگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگئی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو بے جا اور ناحق مارا ہوگا اور چونکہ قیامت کا دن انصاف اور صحیح فیصلوں کا دن ہوگا اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی کچھ نیکیاں اس حقدار کو دیدی جائینگی اور کچھ اس حقدار کو دیدی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا نہ ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈالدیے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالدیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا جو ننگے بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے۔ پھر ایسی آواز سے ندا دیں گے جسے ہر دور والے اسی

طرح سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے اور اس وقت یہ فرمائیں گے کہ میں بدلہ دینے والا ہوں، میں بادشاہ ہوں، آج کسی دوزخی کے حق میں یہ نہ ہوگا کہ دوزخ میں چلا جاوے اور کسی جنتی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں اور آج کسی جنتی کے حق میں بھی یہ نہ ہوگا کہ جنت میں چلا جاوے اور کسی دوزخی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں حتی کہ اگر ایک چپت بھی ظلماً مار دیا تھا تو اس کا بدلہ بھی دلا دوں گا۔

قیامت میں نیکیوں کا سکہ چلے گا

وَاتَّقُوا یَوْمًا لَّاتَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا وَّلَایُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَایُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَاهُمْ یُنْصَرُوْنَ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ ہی اسکی طرف سے کوئی شفاعت قبول کی جائیگی اور نہ ہی اسکی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائیگا اور نہ ہی لوگ مدد کر سکیں گے۔ یعنی دنیا میں جتنی شکلیں مدد اور تعاون کی ہوسکتی ہیں ان میں سے کوئی شکل بھی آخرت میں کام نہ دیگی وہاں تو صرف نیکیوں کا سکہ چلے گا جسکی نیکیاں زیادہ ہونگی وہی سب سے بڑا مالدار ہوگا، جس نے دنیا میں رہ کر اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر عمل کیا ہوگا، بندوں کے حقوق کا لحاظ کیا ہوگا، کسی کا حق نہیں مارا ہوگا وہی قیامت میں عیش وآرام کی زندگی بسر کریگا، اسلئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے بچ سکیں اور ہمیں راحت وآرام اور سکون واطمینان نصیب ہو اور کون مسلمان اس بات کو پسند نہیں کریگا تو اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی شریعت کے ایک ایک حکم کی پابندی کریں اور کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کریں ورنہ قیامت میں ہماری نیکیاں ضائع ہوجائیں گی اور کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں بلا کسی تمہید کے آپ کے سامنے یہ بات عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف مردوں ہی نہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو فضیلت ومنقبت کے اوج ثریا پر پہونچادیا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتے ہیں عطا

کرتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں، اور مردوں میں جتنے بھی اولیاء اللہ گذرے ہیں انکی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انکی کردار سازی میں ان کو اعلیٰ مقام پر پہونچانے میں ماں ہی اہم رول ادا کرتی ہے، ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوا کرتی ہے اور ایک طویل عرصہ تک بچہ ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے، اس لئے جیسے ماں کے اخلاق وعادات ہوں گے، ایسے ہی بچے کے بھی اخلاق وعادات ہوں گے غرضیکہ ماؤں کی بہت بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں پورے گھر بلکہ معاشرے کی درستگی ماؤں ہی سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔

خواتین کے فضائل

اب میں آپ کے سامنے عورتوں کے وہ فضائل بیان کرتی ہوں جو احادیث میں آئے ہیں یا علماء اور اکابرین نے بیان کئے ہیں توجہ سے سماعت فرمائیں۔

● ایک حاملہ عورت کی دو رکعت نماز بغیر حاملہ عورت کی اسیّ رکعتوں سے بہتر ہے۔ ● جو عورت اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ ایک ایک بوند پر ایک ایک نیکی عطا فرماتے ہیں۔ ● جب شوہر پریشان حال گھر آئے اور اس کی بیوی اس کو مرحبا کہے اور تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو ڈیڑھ جہاد کا ثوب عطا فرماتے ہیں۔ ● جو عورت اپنے بچے کے رونے سے رات بھر سو نہ سکے اللہ تعالیٰ اس کو بیس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر دیتے ہیں۔ ● جو شخص اپنی بیوی کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی اپنے شوہر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ● جو عورت اپنے شوہر کو اللہ کے راستے میں بھیجے اور خود گھر میں آداب کی رعایت کرتے ہوئے رہے وہ عورت مرد سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیگی اور ستر ہزار فرشتوں اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی، اس

عورت کو جنت میں غسل دیا جائیگا، اور یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خاندان کا انتظار کریگی۔ ● جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے سو نہ سکے اور اپنے بچے کو آرام دینے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور اس کو بارہ سال قبول عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ● جو عورت اپنی گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ پڑھ کر دوہے وہ جانور اس عورت کو دعائیں دیتا ہے۔ ● جو عورت بسم اللہ شریف پڑھ کر آٹا گوندھے اللہ تعالیٰ اس روزی میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ ● جو عورت غیر مرد کو دیکھنے جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتے ہیں جیسے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح غیر مرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ ● جو عورت ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے اللہ تعالیٰ اس کو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے جتنا ثواب عنایت کرتے ہیں۔ ● اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔ (بخاری)

● جو عورت نماز اور روزہ کی پابندی کرے، پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوۃ) ● دو افراد کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی، ایک وہ جو اپنے مالک سے بھاگا ہو، دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو۔ ● جو عورت کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے لئے ستر سال کی نماز اور روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بچہ پیدا ہونے میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے ہر رگ کے درد پر ایک ایک ثواب لکھا جاتا ہے۔ ● اگر عورت بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر اندر فوت ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا ہو گا۔ ● جب بچہ رات کو روئے، ماں بددعا دیئے بغیر دودھ پلائے تو اس کو ایک سال نماز اور روزے کا ثواب ملے گا۔ ● جب بچے کا دودھ پینے کا وقت پورا ہو جائے تو آسمان سے ایک فرشتہ آ کر اس عورت کو خوشخبری سناتا ہے کہ اے عورت! اللہ نے تجھ پر جنت واجب کر دی۔ ● جب شوہر سفر سے

واپس آئے اور عورت اس کو کھانا کھلائے اور اس دوران اس نے کوئی خیانت بھی نہ کی ہو اس عورت کو بارہ سال نفلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ● جب عورت اپنے شوہر کو کہے بغیر دبائے تو اس کو سات تولہ سونا صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اگر شوہر کے کہنے پر دبائے تو سات تولے چاندی کا ثواب ملتا ہے۔ ● جس عورت کا خاوند اس پر راضی ہو اور وہ مر جائے تو جنت اس پر واجب ہوگئی۔ ● ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے۔ ● ایک اپنی بیوی کو ایک مسئلہ سکھانا اسی سال عبادت کا ثواب ہے۔ ● عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ کریں، باریک کپڑا پہننے والی عورتیں، لوگوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور غیر مردوں کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں یعنی تکلف اور بناؤ سنگھار سے رہنے والی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ (مسلم)

عورتیں خود شریعت پر عمل پیرا ہوں

عورت کی حسن کرداری اور بدکرداری کا اثر صرف اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے خاندان و معاشرے پر محیط ہوتا ہے اگر عورت نیک سیرت و کردار کی مالک ہے تو معاشرے کے سدھار کی فکر کرے گی خود اس کی اولاد نیک اور صالح ہوگی خاندان و معاشرے کی نیک نامی کا ذریعہ ہوگی اور والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنے گی اور اگر عورت سلیقہ مند نہیں ہے تو خاندان و معاشرے کی اصلاح تو کجا خود اس کی اولاد کی بربادی مقدر ہوگی عورتوں کیلئے جو بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ یوں ہی نہیں بلکہ ان کی ذمہ داریاں بھی بہت ہیں۔ عورت اگر چاہے تو مرد کی بھی اصلاح کرسکتی ہے اور ماضی میں کتنی ایسی خواتین گذری ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کی اصلاح کی اور ان کی غلط روش مثلاً:

شراب نوشی، قمار بازی وغیرہ جیسی بری عادتوں کو چھڑا دیا مگر یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ عورتیں پہلے خود کو شریعت کا پابند بنائیں، کسی وقت شریعت کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اور آج کل جو مغربی تہذیب کے دھارے میں مشرقی دوشیزائیں بہنے کو فخر سمجھتی ہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عالم برزخ کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ھُدَاۃِ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ ،اور میری قابل اور لائق احترام معلمات، اور مدرسہ کی جملہ طالبات! میری تقریر کا عنوان ہے۔''عالم برزخ کیا ہے'' جو انسان یا جانور دنیا میں آیا ہے اسے اپنے وقت موعود کو پورا کرنے کے بعد واپس جانا ہے اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ جب اللہ کا وعدہ آجائیگا تو وہ ٹل نہیں سکتا خواہ کوئی وقت کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، انبیاء کی مقدس و معصوم جماعت کو بھی موت کے بے رحم پنجے نے لے دبوچا یہی ایک ایسا امر ہے جس پر کسی کو اختلاف نہیں ہر ایک موت کو تسلیم کرتا ہے البتہ موت کے بعد پیش آنے والے حالات و واقعات کے متعلق تو اختلاف پایا جاتا ہے آیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے یا نہیں، بہر حال ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر انسان کو زندہ ہونا ہے اور اپنے کیئے ہوئے کا حساب دینا ہے پھر اسی کے مطابق اسکو جزاء وسزا ہوگی۔

سرور عالم ﷺ کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم بظاہر مردہ سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے گو اسکی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اسکی ہڈی توڑی جائے۔ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ (مشکوۃ) جب انسان مرجاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہوکر عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے خواہ ابھی اسے قبر میں بھی نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نعش (چار پائی وغیرہ پر) رکھدی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی، مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہوجائے۔ (بخاری)

موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گذرتا ہے، اس کو برزخ کہا جاتا ہے برزخ کے لغوی معنی پردہ اور آڑ کے ہیں، چونکہ یہ زمانہ دنیا و آخرت کے درمیان ایک آڑ ہوتا ہے اسلئے اسے برزخ کہتے ہیں۔

چونکہ عام انسان اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے ہیں اسلئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انسانوں کو آگ میں جلادیا جاتا ہے یا جو پانی میں بہادیئے جاتے ہیں وہ برزخ میں زندہ نہیں رہتے دراصل عذاب وثواب کا تعلق روح سے ہے، اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہ جلے ہوئے ذروں کو بھی جمع کر کے عذاب وثواب دینے

پر قادر ہے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ (پہلے زمانہ میں) ایک شخص بہت زیادہ گناہ کیئے، جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلادینا اور میری راکھ کو آدھی خشکی میں اڑادینا اور آدھی سمندر میں بہادینا یہ وصیت کر کے اس نے کہا کہ اگر خدا مجھ پر قادر ہو گیا اور اس نے اسکے باوجود بھی مجھے زندہ کرلیا تو مجھے ضرور بالضرور زبردست عذاب دے گا جو میرے علاوہ سارے جہانوں میں سے اور کسی کو نہ دے گا جب وہ مر گیا تو اسکے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دے، سمندر نے اپنے اندر کے سارے ذروں کو جمع کر دیا اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا، اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دیا، سارے ذرے جمع فرما کر اللہ جل شانہ نے اسے زندہ فرمادیا، پھر اس سے فرمایا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا اور آپ خوب جانتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث شریف کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندے برزخ میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں اور اس عالم سے جانے والے سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کسی حالت میں ہے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مر جاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے، اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مر جاتا ہے تو عالم برزخ میں اسکے عزیز و اقارب جو پہلے مر چکے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنیوالے سے ملکر ہوتی ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہوتا اسے مردوں سے بات چیت کرنیکی اجازت نہیں دی جاتی، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مردے کلام بھی کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں، اور ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے یہاں تک کہ زیارت کرنیوالا اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ (ابن حبان)

حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا مردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، تیرا بھلا ہو روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کی قالب میں ہوتی ہے اب تو خود سمجھ لے کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو روحیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ (ابن سعد)

انسان منتقل ہوتا رہتا ہے

انسان ختم نہیں ہوتا ہے ہاں اسکی جگہیں منتقل ہوتی رہیں گی پہلے ماں کے پیٹ میں پھر دنیا میں پھر عالم برزخ میں پھر عالم جنت یا عالم دوزخ میں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کیا اور اسی کے لئے ساری کائنات کو وجود بخشا اور ہر چیز اسی کے لئے تیار کی چرند، پرند، درند یا پہاڑ بڑے بڑے سمندر اور اس کے اندر تیرنے والی سینکڑوں قسم کی مچھلیاں اور اکثر جانور یہ سب انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن انسان کو رب کائنات نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔ اب انسانوں کے اوپر لازم اور ضروری ہے کہ کوئی بھی اللہ کی مرضی کہ خلاف نہ کریں اور مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات کا سامنا کرنے کے لئے آج ہی سے اسکی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نیک بندوں کی صفت قرآن میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! دنیا میں بہت ساری مخلوق بستی ہے مگر احکام شرع کا مامور ومکلّف صرف انسان ہی کو بنایا گیا ہے اور اسی کو اشرف الخلوق ہونے کا مقام ومرتبہ بھی عطا کیا گیا۔ روئے زمین پر اللہ کی بہت بڑی مخلوق بھی ہے جو انسان کو ایک لقمہ میں نگل جائے، خشکی میں رہنے والے جانوروں میں سانپ، ہاتھی اور اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے کہ کیسی کیسی عظیم الجثہ مخلوق ہے لیکن کسی کو عقل ودانش کی عظیم نعمت سے نہیں نوازا گیا اور اظہار مافی الضمیر کی بیش قیمت دولت بھی صرف انسان ہی کے حصہ میں آئی اور انسان وجنات ہی کے تعلق

سے ارشاد فرمایا گیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا فرمایا، کسی اور مخلوق کو عبادتوں کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔ البتہ ہر مخلوق اپنے اپنے انداز میں اللہ کی عبادت کرتی ہے ،لوگوں کو ان کی عبادت کا طور وطریقہ معلوم نہیں ہوتا، آخرت میں انسان کے علاوہ دوسری مخلوق سے حساب کتاب نہیں ہوگا صرف انسانوں ہی سے سوال وجواب ہوگا اس لئے زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گذارنا چاہیے، جو اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے دنیا میں بھی اسکی عزت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔

مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ بانی دارالعلوم دیوبند سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے ساتھیوں میں آپ ہی کا نام کیوں ممتاز ہے؟ فرمایا کہ میں جب قرآن کے سبق میں بیٹھتا تھا تو اپنے آپ کو سمجھاتا تھا کہ یہ میرے خدا کا کلام ہے، میرا خدا مجھ سے کلام فرما رہا ہے، میں غور کرتا تھا کہ مجھ سے میرا خدا کیا کہنا چاہتا ہے؟ اور جب حدیث شریف کے سبق میں بیٹھتا تھا تو یہ تصور کرتا تھا کہ یہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ باادب بامراد بے ادب بے مراد ، باوضو بیٹھو، اگر کوئی معذوری نہ ہو، جو اسباب علم ہیں جیسے قلم اس کا بھی ادب کرو، حضرت مسیح الامت نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب آدمی کو نیک عمل کی توفیق دیدے تو وہ مقبول ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق دی، تو ہم سب مقبول ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے ولی بمعنی ناصر، مددگار، اور ظاہر بات ہے کہ مدد دوست کی

کیجاتی ہے نہ کہ دشمن کی، یہاں آیت میں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نہیں ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر مومن کا دوست ہے، تو جو توفیق دی وہ دوستی ہی میں دی؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اس دوستی کو اور مضبوط کرتے رہیں جوں جوں ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بن جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا مقرب بنا کر انتہائی درجہ صدیقین تک پہنچادے۔ آمین!

اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے

ایک عربی کا مقولہ ہے۔ مَنْ کَانَ اللّٰہُ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا، جب انسان اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارے گا تو اسکی دنیا بھی درست ہوگی اسکی آخرت بھی درست ہوگی اور دونوں جگہ سکون واطمینان کی زندگی بسر کرے گا اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرمادیا: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن لو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے رہنا چاہئے اور اس کا ایک معمول بھی بنالینا چاہیے۔

علم پر عمل کرو

تہجد پڑھنے سے مطالعہ کا خوب وقت ملے گا علم میں بہت برکت پیدا ہوگی، دو چار رکعت تہجد کی نماز پڑھ کر مطالعہ کرو، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا، جو پڑھو اس پر اسی وقت عمل کرو، یہ نہ ہو کہ فراغت کے بعد عمل کریں گے، یہ دھوکہ ہے، ہمیں چاہئے کہ جتنے مستحبات ہیں ان پر بھی عمل کریں، پڑھنے کا انداز ایسا ہو کہ صرف مطالعہ نہ ہو بلکہ درسگاہ میں ادب سے بیٹھ کر سننا بھی ہو جس وقت

مدرسہ میں داخلہ لیا جاتا ہے یہ داخلہ اہل مدرسہ سے ایک معاہدہ ہے کہ وقت پر سوئیں گے، وقت پر جاگیں گے، مطالعہ کریں گے، وقت پر نماز پڑھیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ سے بھی معاہدہ کیا ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی بلی کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا قرار کرلیا، اسی بلی پر عمل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لیعبدون کی تفسیر فرماتے ہیں۔ ''لِیَعْرِفُوْنَ'' تو قرآن نازل ہوا ہے ہمیں معرفت نصیب کرنے کے لئے۔

نیک بندے

سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات بیان کی اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اور جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور رات گذارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا لیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے بخشے بخشائے تھے پھر بھی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں اتنا طویل قیام کرتے کہ پاؤں مبارک میں سوجن آجاتی اور اتنا طویل سجدہ کرتے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں آپ علیہ السلام کا وصال تو نہیں ہوگیا اور ہم آپ علیہ السلام کے امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں رات ودن گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

گناہوں کی عادت نہ بنائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق و مہربان معلمات ،عزیزہ طالبات !میری تقریر کا موضوع ہے۔ ''گناہوں کی عادت نہ بنائیں'' اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذا کرنی ہیں۔سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ گناہ کا ہونا فطرت انسان کے خلاف نہیں، گناہ انسان ہی کرتا ہے فرشتے نہیں کرتے اگر انسان گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق پیدا کریگا جو گناہ کریگی پھر اللہ سے توبہ کرے گی اور اللہ اسکی مغفرت کریں گے، البتہ گناہوں کی عادت نہیں ہونی چاہیے حتی الامکان گناہوں سے دور رہنا چاہیے اگر کبھی گناہ ہوجائے تو توبہ کرلینی چاہیے۔آدمی اگر گناہ کا عادی ہوجاتا ہے تو اس پر بھی توفیق کے دروازے بند ہوجاتے ہیں: کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔(المطففین ۱۴) ہرگز نہیں بل کہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں، اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے چہرے پر رونق، قلب میں نورانیت، رزق میں برکت، بدن میں قوت اور صالحین کے دلوں میں محبت ڈال دی جاتی ہے، اور جب برائی کرتا ہے تو چہرے پر تاریکی، قلب میں ظلمت، بدن میں کمزوری، رزق میں تنگی اور صالحین کے دلوں میں اس کے بارے میں نفرت ڈال دی جاتی ہے۔ (الجواب الکافی: ص۱۰۶)

خطا انسان ہی کرتا ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بیٹھ جاتا ہے اگر توبہ کرلیتا ہے تو صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جتنا گناہ کرتا ہے اتنا ہی نقطہ اس کے دل پر بیٹھتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکا پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں خیر کی کوئی بات نہیں اترتی ہمیشہ برائیوں ہی کی طرف اسکا دل مائل رہتا ہے، اس لئے جیسے ہی کوئی گناہ سرزد ہو جائے فوراً اس سے توبہ کرلینی چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ** ہر انسان گناہ کرنیوالا ہے اور بہتر گناہ گار وہ ہے جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلے۔ جب نفس و شیطان انسان کے دو دشمن اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تو گناہ کا ہونا کیا مستبعد ہے، بیماری کا آنا باعث تعجب نہیں البتہ بیماری کے علاج کی فکر نہ کرنا حیرت و استعجاب کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ** گناہوں سے توبہ کرنیوالا اس شخص کے مانند ہے جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، انسان کو گناہوں سے ہر وقت بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

فضول گوئی بھی انسان کے اندر غفلت پیدا کرتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَ اِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْقَلْبُ الْقَاصِىْ. (ترمذی) اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو مت کیا کرو کیوں کہ ذکر اللہ کو ترک کر کے فضول گوئی سے قلب میں قساوت اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور بندوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ ہوتا ہے جس کا دل قساوت زدہ ہو۔

نبی کریم ﷺ بڑے ہی نرم دل آدمی تھے بخشنے بخشائے تھے لیکن پھر بھی راتوں رات اللہ کی عبادت میں گذار دیتے اور اتنا روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں ہر وقت امت کی فکر میں رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے اور کبھی فرماتے ایاک وکثرة الضحک اپنے آپکو زیادہ ہنسی سے بچاؤ، زیادہ ہنسی سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کبھی بھی کھل کھلا کر نہیں ہنستے بلکہ آپ مسکراتے تھے اور دیکھنے والا ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اسلئے کہ آپ علیہ السلام کے اخلاق ہی بہت اونچے تھے۔

رحمت خداوندی سے مایوس مت ہوں

میں گناہوں کے تعلق سے عرض کر رہی تھی کہ گناہ فرشتے نہیں کرتے بلکہ انسان ہی گناہ کرتا ہے اسکا علاج بھی شریعت نے بتلا دیا کہ جب کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کر لیا کریں۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو۔ قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

جَمِیۡعًا اے نبی فرمادیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کیں اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، اللہ رب العزت بندوں پر کسی قدر رحیم وکریم ہیں کہ زندگی بھر کوئی شخص شرک و کفر میں مبتلا ہو اللہ کی نافرمانی کررہا ہو ایک بار سچے دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتے ہیں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ باز آ

این درگہہ مادر گہہ نا امیدی نیست

اگر سو مرتبہ بھی توبہ کرکے توڑ دیئے تو بھی میرے دربار میں آجا میرا دربار ناامیدی کا دربار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسی کی خدمت سے ایمان کی تکمیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کا اپنے قریبی رشتہ دار ماں باپ بھائی بہن اور دوسرے افراد کے علاوہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی بہت واسطہ پڑتا ہے اگر پڑوسی سے تعلقات اچھے ہیں اور وہ راضی وخوش ہے تو اس کا اثر زندگی پر یقیناً پڑیگا اس سے اپنی بھی زندگی پرسکون گذرے گی اور اگر پڑوسی راضی وخوش نہیں ہے تو اپنی زندگی بھی ناخوشگوار رہے گی اسی لئے شریعت نے

پڑوسیوں کے حقوق بیان فرمائے اور اسکے ادب واحترام کی بڑی تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ پڑوسی کے حسن سلوک کو جزو ایمان قرار دیا گیا اور اسکو جنت میں داخلہ کی شرط قرار دیا گیا اور اللہ اور رسول سے محبت کا معیار بنایا گیا۔

سماجی خدمت کا ایک پہلو پڑوسی ہمسائے کی ضرورت میں کام آنا اور اس کی وقتِ ضرورت نصرت ومدد کرنا ہے، اس کی دیکھ ریکھ کرنا، دکھ درد میں کام آنا، حدیث میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو چاہیے کہ وہ مہمان کی ضیافت کرے، اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو نہ ایذاء پہنچائے اپنے پڑوسی کو اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔ (الصحیح البخاری، کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ)

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی وہ مومن (کامل) نہیں قسم خدا کی وہ مومن نہیں، قسم خدا کی وہ مومن نہیں کہا گیا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو۔ (الصحیح البخاری کتاب الادب باب اثم من یامن جارہ بوائقہ یوبقھن یھلکن موبقا مھلکا) ان دونوں حدیثوں سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ پڑوسی کی خدمت کرنا ایمان کامل کے لیے لازمی جز ہے، کوئی بھی شخص اپنے ہمسائے کو ستا کر اور اس کو عسرت وتنگی میں ڈال کر ایمان کے درجۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور نہ روحانیت کا علمبردار ہوسکتا ہے۔

پڑوسی کے حقوق

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا استعمال پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے اسکا کیا باعث اور محرک ہے انہوں نے

عرض کیا کہ بس اللہ ورسول کی محبت، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اسکو اللہ ورسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ ورسول کو محبت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے۔ بات کرے تو سچ بولے۔ جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے۔ اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔

پڑوسیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسیوں کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اسکی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ اور اگر وہ اپنی ضرورت کیلئے قرض مانگے تو شرط استطاعت اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اسکو مبارکباد اور اگر کوئی مصیبت پہونچے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند مت کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور جب تمہارے گھر کوئی اچھا کھانا پکے تو اسکی کوشش کرو کہ تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے اور اس کے بچوں کے لئے باعث ایذا نہ ہو، یعنی اسکا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا اسکے گھر بھیج دو اگر اس کے گھر بھی بھیج رہے ہیں تو ہانڈی کی مہک اس کے گھر پہونچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک طرف پڑوسیوں کے حقوق دیکھیں دوسری طرف اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور پڑوسیوں کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کو دیکھیں کیا ہم صحیح معنوں میں ان حقوق کی پاسداری کرتے ہیں؟ ہمیں قیامت میں جوابدہ ہونا پڑیگا اسلئے اس سے نبچنے کا یہی راستہ ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری کریں اور صحیح طور پر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وہ لوگ جو عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنو! دنیا کی زندگی تو جیسے تیسے گذر ہی جائیگی کون ہے جو ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رہے یا کون ہے جو ہمیشہ عیش وآرام ہی میں رہے دنیا میں راحت وآرام بھی ہے اور مصیبت وتکلیف بھی، بڑے سے بڑے حالات انسان کے اوپر آتے ہیں سب گذر جاتے ہیں عام طور پر لوگوں کی زندگیاں ساٹھ ستر سال کی ہوتی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ دنیا میں اسطرح رہو جیسے کہ تم مسافر ہو، جو آدمی سفر کرتا ہے وہ گھر کا پورا سامان لے کر سفر نہیں کرتا بلکہ اتنی ہی ضروریات لے کر وہ سفر کرتا ہے جو

آسانی سے لے جا سکے اسلئے مومن کو بھی آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور وہاں کے راحت و آرام کا زیادہ خیال کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت۔ قید خانہ میں کون راحت و آرام کی فکر کرتا ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ گھر جانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اسلئے مومن کو دنیا میں رہکر اصل آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اسلئے آخرت کا راحت و آرام دائمی ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

سورۂ ملک اور آلم سجدہ پڑھنے والا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے، خیمہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں؟ کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے، پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کردی۔ یہ واقعہ انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب روکنے والی ہے اور اسکو اللہ کے عذب سے بچا رہی ہے۔ (مشکوۃ) یہ کوئی بڑی سورت نہیں بلکہ چھوٹی ہی سورت ہے ہر ایک مومن بندہ اس سورت کو یاد کرسکتا ہے اور خاص طور پر سونے کیوقت یہ سورت پڑھ لینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ عذاب کو دور رکھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخشدیا گیا پھر فرمایا کہ وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (مشکوۃ)

حضرت خالد بن معدان تابعی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورۂ الم سجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے

لئے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پرندوں کی طرح اپنے پڑھنے والے پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذاب قبر سے بچالیں گی۔ (مشکوۃ) ان دونوں سورتوں کو عذاب قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا آنحضرت سید عالم ﷺ ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔ (مشکوۃ)

فائدہ:۔ جس طرح سورہ الم سجدہ اور سورۂ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں اسی طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں۔

پیٹ کے مرض میں مرنیوالا

حضرت سلیمان بن صرور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس کے پیٹ کے مرض نے قتل کیا اس کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے گا۔ (احمد وترمذی) پیٹ کے کئی مرض ہیں، ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا ہر ایک کو حدیث شریفہ کا مضمون شامل ہے مثلاً استسقاء ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنیوالا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے اس کو خدا قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ (احمد وترمذی)

رمضان میں مرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بلاشبہ رمضان کے مہینہ میں مردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

جو مریض ہوکر مرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرض کی حالت میں مرا وہ شہید مرا یا فرمایا وہ قبر کے فتنہ سے بچا دیا جائے گا اور صبح شام اسے جنت کا رزق ملتا رہے گا۔ (مشکوۃ)

مجاہد اور اسلامی سرحد کا محافظ اور شہید

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ انعام ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشد یا جاتا ہے اور جنت میں براق کا ٹھکانا ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔ (۲) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۳) اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی اور (۴) اسکے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک ایک یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا۔ (۵) بہتر حورعین اس کے جوڑے کے لئے دی جائیں گی۔ (۶) اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت ایک

رات و دن کرنا ایک مہینہ کے نفلی روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنے والا اگر اسی حالت میں مر گیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر قیامت تک جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق جاری رہے گا جو شہیدوں کے لئے جاری رہتا ہے اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا۔ (مشکوۃ شریف، مسلم)

مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں

سورۂ یٰسین کی بھی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو قرآن کا دل قرار دیا گیا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس سورہ کا نام تورات میں معمہ آیا ہے یعنی اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا و آخرت کی خیرات و برکات عام کرنیوالی اور اس کے پڑھنے والے کا نام شریف آیا ہے اور فرمایا کہ قیامت کے روز اسکی شفاعت قبیلہ ربیعہ کے لوگوں سے زیادہ کیلئے قبول ہوگی، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جائے تو اسکی موت کے وقت آسانی ہو جاتی ہے غرضیکہ سورۂ یٰسین کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں خاص طور پر جس کا آخری وقت ہو اور دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اور سکرات کا عالم ہو جو بڑا ہی مشکل وقت ہوتا ہے شیطان بھی اپنے چیلوں کے ساتھ اسکو بہکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے ایسے وقت کلمہ طیبہ اور سورہ یٰسین پڑھنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مقام شفاعت عطا کیا گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّامَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہم سب کو ایمان کی دولت عظمیٰ سے نوازا اور سب سے عظیم الشان رسول کی امت میں پیدا فرمایا۔ یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا مقام ومرتبہ عطا فرمایا سارے انبیاء کا سردار بنایا حشر میں جب اولین وآخرین کا اجتماع ہوگا آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک آنیوالی ساری امتیں ایک جگہ اکٹھا ہوں گی لوگ پریشان پھر رہے ہوں گے اپنے فیصلہ کے منتظر ہونگے سب سے پہلے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور درخواست کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں سب سے پہلے انسان ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے سفارش کرادیں تو وہ معذرت کردیں گے اور کہیں گے مجھ سے اللہ

کی ایک نافرمانی ہوگئی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے سوال کرلیا تو میں کیا جواب دونگا، پھر لوگ نوح ﷺ کے پاس آئیں گے ان سے سفارش کی درخواست کریں گے وہ بھی معذرت کردیں گے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اسی طرح مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے نبی آخرالزماں شافع محشر سید الاولین و الاخرین امام الرسل فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کی درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ کا جلال اس دن ایسا ہوگا کہ کوئی بھی شخص بات کرنیکی ہمت نہ کرسکے گا ہمارے پیغمبر ﷺ سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا کریں گے کہ اس سے پہلے کبھی آپ ﷺ نے نہیں کی اسی وقت ہی اس طرح حمد وثنا القا کیا جائیگا پھر ایک طویل سجدے کے بعد ارشاد خداوندی ہوگا فرمائیے کیا بات ہے؟ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائیگا یہ مقام ومرتبہ صرف حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا گیا اور کسی پیغمبر کو یہ مقام حاصل نہ ہوا۔

حضور ﷺ کو امت کی فکر

خلق کے سرور شافع محشر نبی اکرم ﷺ کو رب ذوالجلال نے جہاں تاج ختم نبوت کے ساتھ بے شمار نبوی خصوصیات و امتیازات سے نوازا وہیں اپنے محبوب ﷺ کو شافع روز جزا کے اعلیٰ ترین منصب پر بھی فائز فرمایا، آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے خاتم النبین رحمۃ العالمین ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک عظیم المرتبت صحابی رضی اللہ عنہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ مختلف ذاتی صفات کے امتیاز سے ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، شجاعت و بسالت کے اعتبار سے ایک دلاور صف شکن تھے، علم و فضل کے لحاظ سے بھی آسمان ہدایت کے نہایت رخشندہ ستارہ تھے، متعدد غزوات میں آقائے

دو جہاں ﷺ کے قدم بہ قدم رہنے کا شرف رکھتے تھے۔ متعدد سفر کے مواقع پر بھی سرکار دو عالم ﷺ کی معیت کی سعادت سے نوازے گئے۔ وہ ایک مبارک سفر کا ذکر خیر کچھ یوں کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ ﷺ نے آخری رات میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، ہم میں سے ہر شخص نے اپنے کجاوے پر ٹیک لگالی، میری آنکھ رات کے کسی حصے میں کھل گئی تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو کجاوے کے پاس نہ دیکھا۔ مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور میں حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں چل پڑا، میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی حضور ﷺ کی تلاش میں سرگرداں پایا، ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے وادی کے اوپر کی جانب سے اس قسم کی آواز سنی جیسے چکی کے پھرنے کی ہوتی ہے۔ ہم اس طرف گئے تو حضور اکرم ﷺ کو (بارگاہ رب العزت میں گریہ وزاری کرتے ہوئے) پایا۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی کا حال سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا، آج رات میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہا کہ میرے رب نے آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے کہ یا تو اپنی ساری امت کیلئے شفاعت کرنے کا اختیار لے لیں یا آدھی امت کو جنت میں داخل کروالیں، سو میں نے شفاعت کرنے کو پسند کیا (حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کیا آپ نے ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کیا ہے جن کی آپ شفاعت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک تم سب ان لوگوں میں سے ہو جن کی میں شفاعت کروں گا۔ اس کے بعد ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت پڑاؤ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچ گئے، دیکھا کہ سب کے سب پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب کی طرف سے

ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہا کہ شفاعت میں اور اس بات کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اختیار دیا ہے کہ اپنی امت کا نصف جنت میں داخل کراؤں، میں نے شفاعت کرنے کو اختیار کر لیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ہم آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اور ہم نشینی کی قسم دیتے ہیں ہمیں بتائیں کس لیئے آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو ان میں شامل کیا جن کی آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے؟ پس جب صحابہؓ نے اس بارے میں بہت اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت امت کے ہر اس فرد کیلئے ہوگی جو اس حالت میں وفات پا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کچھ شرک نہ کیا ہو۔

روز محشر سائیہ گستر ہے جو دامان رسول ﷺ
تاب دوزخ سے ہیں بے پروا فلامان رسول ﷺ

میں اللہ کا حبیب ہوں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے اسی حال میں رسول اللہ ﷺ اندر سے تشریف لاتے ہیں آپ ان لوگوں کے قریب پہونچے تو آپ نے سنا کہ وہ آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ایک دوسرے صاحب نے کہا کہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی سے شرف بخشا پھر ایک اور صاحب نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقام ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں پھر ایک اور صاحب نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کہا (کہ انکو براہ راست اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان کو سجدہ کرنیکا فرشتوں کو حکم دیا وہ صحابہ یہ باتیں کر رہے تھے) کہ اچانک رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف

لے آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہار تعجب سنا بے شک ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بیشک موسی نبی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بے شک عیسی روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بیشک آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ میں حبیب اللہ ہوں اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا اور قیامت کے دن میں ہی لِوَاءُ الْحَمْدِ (حمد کا جھنڈا) اٹھانے والا ہونگا آدم اور ان کے سوا سبھی میں اس جھنڈے کے نیچے اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہونگا جو قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائیگی اور میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے اس کے حلقہ کو ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے اسکو کھلوا دیگا اور مجھے جنت میں داخل فرمائیگا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ بات بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور بارگاہ خداوندی میں والین و آخرین میں سب سے زیادہ میرا اکرام واعزاز ہوگا اور یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا، واللہ اکبر اتنے فضائل ومناقب ہونے کے باوجود ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا یہ حال کہ ذرا بھی تکبر نہیں بلکہ تواضع کے پیکر ہیں اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

موت کے وقت
کفار اور مشرکین کو عذاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہر ایک کو دنیا سے جانا ہے کوئی بھی ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آیا اور مرنے کے بعد پیش آنے والے اچھے برے احوال سے دوچار ہونا ہے یہ دنیا تو امتحان گاہ ہے یہاں جو کچھ اچھا یا برا کام کریں گے اس سلسلے میں باز پرس اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی بالکل ایسے ہی جیسے ہم امتحان ہال میں مختار ہوتے ہیں، جوابات صحیح لکھیں یا غلط بہر حال ہم پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی لیکن بعد میں پھر ہم کو کوئی اختیار نہیں ہوتا کہ بلکہ ممتحن ہمارے

جوابات صحیح لکھنے کی بنیاد پر کامیاب کرے گا اور غلط لکھنے کی بنیاد پر ناکام کردیگا اسی طرح دنیا میں جو چاہیں کریں آخرت میں سب حساب دینا پڑیگا جیسے ہی آنکھیں بند ہوں گی سارا کیا دھرا معلوم ہو جائیگا دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بھی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے جو رات دن اللہ کی سرکشی کرتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں سے زیادہ ہی مال ودولت سے نوازا ہے اس لئے دنیا ہی میں ان کے لئے راحت وآرام ہے حدیث میں آتا ہے دنیا کافر کیلئے جنت ہے اور مومن کیلئے قید خانہ، کافر پر مرتے ہی احوال آخرت شروع ہو جاتے ہیں۔

جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اسکے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے، لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اون سے صاف کی جاتی ہیں (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے) پھر اسکی روح کو ملک الموت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل جھپکنے کی برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے، حتیٰ کہ فوراً ان سے لے کر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتے ہیں اور ان ٹاٹوں میں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسی کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹی ہو، وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی

پہنچتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ اس کا برے سے برا وہ نام لیکر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے حتیٰ کہ وہ اسے لیکر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ (سورہ اعراف:۴۰) ان کیلئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے (اور اونٹ سوئی کے ناکے میں جا نہیں سکتا لہٰذا وہ بھی جنت میں نہیں جاسکتے)۔

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھدو جو سب سے نیچی زمین میں ہے چنانچہ اس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (سورۂ حج:۳۱) اور جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے دور دراز جگہ میں لیجا کر پھینک دیا پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دیجاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہیں؟ جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں جب یہ سوال و جواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دو، چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کی تپش اور سخت

گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں بھچکر آپس میں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور برے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے اسکے جسم سے بری بدبو آتی ہے وہ شخص اس سے کہتا ہے مصیبت کی خبر سن لے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صوبت اسی لائق ہے کہ تو بری خبر سنائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا برا عمل ہوں، یہ سن کر وہ (اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہونگا) یوں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر۔ (مشکوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو آسمان وزمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں، اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے والے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر چڑھایا جائے اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جان رگوں سمیت نکالی جاتی ہے، اور آسمان وزمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لیکر نہ چڑھایا جائے۔ (مشکوۃ)

ایمان بہت بڑی دولت ہے

موت کے وقت کفار کو سخت تکالیف پیش آتی ہے اور انکی روح جسم سے اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح روئی کو کانٹے میں پھنسا دیا جائے پھر اس کو نکالی جائے ظاہر ہے وہ روئی آسانی سے نہیں نکل سکتی ہے یہی حال کفار کا ہے اور پھر جب

روح جسم سے نکل گئی اس کے بعد تو پریشانیوں کا دور شروع ہوتا ہے اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے اللہ کا کتنا بڑا فضل و کرم ہے جس نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں جب تک زمین پر کوئی ایک بندہ بھی اللہ کا نام لینے والا زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے نظام کو چلاتے رہیں گے اور جس دن زمین پر کوئی بھی ایمان والا باقی نہیں رہیگا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم فرمادیں گے اس لئے ہم کو ایمان کی قدر کرنی چاہیے جو بلا کسی محنت و مشقت کے ہم کو مل گیا صحابہ کرام نے ایمان کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں قوم کے لوگوں نے انہیں زدوکوب کیا انکو مارا اور پیٹا شدید تکالیف پہونچائیں مگر پھر بھی ایمان پر جمے رہے ہر وقت اللہ تعالی سے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے، دنیا کی تکلیف تو ایک دن ختم ہوکر رہے گی، نہ دنیا ہمیشہ باقی رہے گی اور نہ دنیا کی کوئی چیز باقی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر قائم رکھے اور جب آخری وقت آئے تو زبان پر کلمہ جاری فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام نے وسعتِ قلبی کی تعلیم دی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَااِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اسلام زور اور طاقت کے بل بوتے نہیں بلکہ عمدہ اخلاق اور بلند کردار کے ذریعہ ہی پھیلا لوگ اسکی تعلیم سے متاثر ہوکر اسلام کی طرف مائل ہوا کرتے تھے اور واقعتاً پیغمبر اسلام کی تعلیمات ہیں ہی ایسی کہ لوگ اسکی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ البتہ ہم مسلمانوں کے اعمال و کردار کیوجہ سے لوگ اسلام سے دور ہورہے ہیں اور اس طرح اسلام کا نقصان ہورہا ہے گویا ہم ہی اسکے لئے رکاوٹ ثابت ہورہے ہیں اور دخول اسلام سے لوگوں کو منع کررہے ہیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اخلاق کو اتنا بلند کیا اور لوگوں کے ساتھ معاملات کو ایسا صاف ستھرا

رکھا کہ لوگ ان کو دیکھ دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے آج بھی جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں وہ اسلامیات کا مطالعہ کر کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی سیرتوں سے متاثر ہو کر نہ کہ مسلمانوں کو دیکھ کر جن کے اخلاق غیروں سے بھی بدتر ہیں اور اسلامی تعلیمات کے بالکل مخالف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق تو بہت بلند تھے غیروں کے ساتھ بھی وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا۔

وفد نجران مسجد نبوی میں

وفد نجران جب مدینہ میں محمد ﷺ کے پاس آیا تو بعد نماز عصر وہ مسجد کے اندر آئے تو ان کی بھی عبادت کا وقت ہو گیا۔ وہ آپ ہی کی مسجد میں عبادت کرنے لگے تو لوگوں نے ان کو روکنا چاہا تب ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، بالآخر انہوں نے مشرق کا رخ کر کے اپنی عبادت ادا کی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ) اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لیے یہ معاملہ آپ ﷺ نے کیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ رہنے والے ذمیوں کا اچھی طرح خیال رکھنے کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ ان میں سے کوئی نان ونفقہ کا محتاج ہوا تو مسلمان یہ ذمہ داری ادا کریں گے اور حکومت مسلمان اور ذمی میں سے محتاج لوگوں کے تئیں ذمہ دار ہوگی اور ان کے لائق سامانِ معیشت سے ان کی اور انکے اہل وعیال کی کفالت کرے گی۔ کیوں کہ وہ مسلم حکومت کی رعایا ہیں اور یہ ان کے تئیں جوابدہ ہے

محمد ﷺ نے فرمایا: كُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (متفق علیہ) تم سب نگراں ہو اور ہر کوئی اپنے ماتحت لوگوں کے تئیں جوابدہ ہے خلیفہ ثانی حضرت عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ عیسائی کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، جو جذام (کوڑھ) میں مبتلا تھی، تو انہوں نے حکم دیا کہ سب کو صدقات دیئے جائیں اور پریشانی و کبرسنی میں اور حالت محتاجگی میں ان کو وظیفہ دیا جائے۔

آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں

ایک دفعہ ایک یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرہا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ یہودی ایسا ایسا ہے جب وہ قریب آیا تو بڑے عمدہ اخلاق سے آپ پیش آئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا رسول اللہ ابھی تو اس کے بارے میں ایسا فرما رہے تھے اور جب آپ کے پاس آیا تو بہتر اخلاق سے پیش آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ بہت ہی برا ہے وہ آدمی جس سے لوگ اس وجہ سے دور ہوتے ہوں کہ اسکے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے قرآن آپ کی تعریف کرتا ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں۔ فتح مکہ کے موقعہ پر لوگوں نے آپ علیہ السلام کے عظیم اخلاق کا مشاہدہ کیا اپنی جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیا اس وقت جاں نثار صحابہ کرام کی تعداد دس ہزار تھی صرف ایک اشارہ اگر آپ فرما دیتے تو مکہ کا ایک فرد بھی زندہ نہ رہتا پوری قوت و طاقت اور اختیار کے باوجود بھی آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو کثیر مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے لوگوں کو سو سو اونٹ عطا کئے اور کبھی بھی اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہیں لیا بس یہی فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کس طرح امت راہ راست پر آجائے اور

جہنم سے بچ کر جنت میں چلی جائے مگر اس کیلئے تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا کہ لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور ہوں بلکہ اپنے بلند اخلاق اور اعلی کردار کو پیش کیا کسی اردو شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

آج ہم کو بھی وہی اخلاق کریمہ اپنانے کی ضرورت ہے جب تک نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت کو زندہ کرنیوالے نہیں بن جایں گے اور ہر ایک سے عمدہ اخلاق سے پیش نہیں آئیں اسوقت ہم صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بھیک مانگنا
دوزخ کے انگارے جمع کرنا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت میں نے پڑھی ہے۔ جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مانگنے والوں کو نہ جھڑکیں یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے اس میں سے مانگنے والوں کو ضرور دیا کرو اور اگر آپ کے پاس وہ چیز نہیں ہے تو بہر حال اس کو جھڑکیے نہیں بلکہ اچھے انداز میں اس سے معذرت کر دیجئے اسکی دل آزاری مت کیجئے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ

شریعت نے جہاں سائل کو عطا کرنیکی تاکید اور جھڑکنے سے منع کیا ہے وہیں سوال کو بھی ناپسند کیا ہے اور مانگنے والوں کیلئے بڑی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں فرمایا۔ اَلسُّوَالُ ذِلٌّ سوال کرنا ذلت ہے معاشرے اور خاندان کے لوگ بھی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے جو لوگوں سے مانگتا پھرے۔

گداگری عام ہوتی جارہی ہے

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے لوگوں سے مانگنے کی عادت ہو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔

آج کے دور میں جس طرح دوسری بے شمار برائیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اس طرح گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے مسلمانوں کے صدہا خاندان ایسے ہیں جنہوں نے گداگری کو اپنا پیشہ بنالیا ہے ایسے بھکاریوں کے لیے یہ حدیث تازیانہ عبرت ہے کہ جو لوگ بلاضرورت لوگوں سے مانگنے کے عادی ہیں وہ حشر کے میدان میں اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر ذلت وخواری کے آثار ہونگے، ہڈی اور کھال کے سوا گوشت کا نام ونشان نہیں ہوگا جیسے دنیا میں بھکاریوں کا منہ چھپا نہیں رہتا لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ بھکاری ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی اسے لوگوں کے سامنے یوں لایا جائے گا کہ محشر والے دیکھتے ہی پکار اٹھیں گے کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے۔

مشقت کی روزی میں برکت

معمولی سے معمولی کام کرنا اور تھوڑے پیسوں کے لئے بہت سی مشقت اٹھانا بھیک مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ بھیک مانگنے سے انسان کی عزت چلی جاتی

ہے اور مال میں برکت بھی نہیں ہوتی مگر محنت سے عزت بھی رہے گی اور مال میں برکت بھی ہوگی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی پر اگر مشکل آپڑے تو وہ اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لادے اور اسے بازار میں فروخت کرے یہ لوگوں سے بھیک مانگنے سے بہتر ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بچالے گا۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی بڑے آدمی پر کوئی مصیبت آپڑے جس کی وجہ سے اس کا مال برباد ہوجائے تو محنت اور مشقت کرنے میں شرم محسوس نہ کرے کیونکہ محنت کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھوں سے معمولی سے معمولی کام خود کرلیا کرتے تھے۔

اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جسے فاقہ آجائے اور وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس سے اس کا فاقہ دور نہیں ہوگا اور جو اسے اللہ کے سامنے پیش کرے گا تو اللہ اسے بہت جلد غنی کردے گا۔

اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پتہ چلا کہ جو شخص اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے گا اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مانگنا شروع کردے گا اسکا انجام یہ ہوگا کہ اسے بھیک مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہیں ہوگی، اس طرح وہ ہمیشہ فقیر ہی رہے گا اور جو شخص اپنی غربت لوگوں سے چھپائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے اور حلال پیشے کی کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا اور اپنے فضل سے اسکی حاجت پوری کردے گا۔

تندرست کا سوال کرنا

جو شخص تندرست ہو اور بقدر حاجت اس کے پاس مال ہو ایسے شخص کے لیے مانگنا حلال نہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت حبش سے روایت ہے کہ جمعۃ الوداع کے موقع پر جب حضور ﷺ میدان عرفات میں قیام فرماتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب مال اور صاحب قوت جس کے اعضا سالم ہوں اس کو سوال کرنا حرام ہے، اگر وہ دولت جمع کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ ایسا ہوگا جیسے جانوروں نے اسے نوچ کھایا ہو اور دوسری جگہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگے تو وہ انگارے جمع کرتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ یعنی جو شخص بقدر حاجت مال رکھتا ہو صرف مال کی زیادتی کے لئے مانگتا پھرے۔ وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے کیونکہ یہ مال دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے۔

ایک انصاری صحابی کا واقعہ

آج بھکاریوں کی اکثریت ایسی ہے جن میں صحتمند نوجوان ہیں جن کی مالی حالت کسی سے کم نہیں ہے مگر گداگری کو آسان پیشہ سمجھ کر مختلف روپ بدل کر مانگتے پھرتے ہیں ایسے بھکاریوں کو اپنے نبی ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے سبق حاصل کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مسلمان جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر سوال کرنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے تو انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھا لیتے ہیں اور کچھ حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی

پیتے ہیں فرمایا وہ دونوں میرے پاس لے آؤ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر فرمایا انہیں کون خرید تا ہے ایک شخص نے عرض کیا ایک درہم میں یہ چیزیں میں لیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ قیمت پر کون لیتا ہے، ایک صاحب بولے میں دو درہم میں لیتا ہوں آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دونوں درہم انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک درہم کا کھانا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید لو اور کلہاڑی لیکر میرے پاس آؤ۔ وہ کلہاڑی خرید کر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کلہاڑی میں دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔ وہ انصاری اس طرح لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا رہا اور جب وہ پندرہ دن بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم کی پونجی تھی جس سے اس نے کھانا اور کپڑا خرید لیا، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ محنت کا طریقہ اس بات سے بہتر ہے کہ سوال کی ذلت قیامت کے دن تیرے چہرے پر داغ دھبے کی صورت میں ظاہر ہو۔

رزق مل کر رہے گا

بعض دفعہ روزی کے حصول میں ناکامی یا تاخیر محسوس ہو تو اس سے انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ رزق کی جو مقدار اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لئے مقرر فرمائی ہے وہ بہر حال اسے مل کر رہے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کئے بغیر موت کا لقمہ نہ بنے گا سنو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق کے حاصل کرنے میں جائز ذرائع کام میں لاؤ، رزق

کے حصول میں تاخیر تمہیں ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر امادہ نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہی سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے بعض دفعہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے بھی بظاہر خوش رہتا ہے لیکن یہ دراصل خدا کی طرف سے مہلت ہوتی ہے جس کے بعد خدائی عذاب کا تازیانہ برستا ہے۔اصل خوشحالی اور راحت وسکون وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے رزق حلال سے حاصل ہو۔

حضرت امام! ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ دعاء مانگا کرتے تھے الٰہی جس طرح تو نے میرے چہرے کو غیر کے سجدے سے بچایا ہے اسی طرح میرے منہ کو دوسرے سے مانگنے کی لعنت سے بھی بچا۔اللہ تعالیٰ ہمارے بھکاریوں کو محنت ومشقت کر کے رزق حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلم معاشرے کے اندر بھیک مانگنے کی جو بری رسم رائج ہوگئی ہے جس کی وجہ سے معاشرہ رسوائی وبدنامی کا شکار ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے اور اپنی محنت کی کمائی سے حلال روزی کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! خاندان ومعاشرے کی اصلاح ودرستگی بلکہ یہ کہیے کہ اسلامی معاشرہ بنانے کیلئے عورتوں کا دینی تعلیم سے واقف ہونا بہت ہی ضروری ہے، اب دن بدن عورتوں میں بے دینی پیدا ہوتی جارہی ہے حتیٰ کہ دین کی اہم اور ضروری باتوں کا بھی بہت سی عورتوں کو علم نہیں ہوتا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عورتوں کی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے دور نبوت میں صحابیات بڑے شوق سے دین کا علم حاصل کرتی تھیں بہت سی عورتیں

قرآن کی حافظہ اور احادیث کی بڑی راویہ گذری ہیں صحابہ کرام بھی بعض دفعہ عورتوں سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے احادیث کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی عورتوں کے نام آتے ہیں جنہوں نے حدیثیں روایت کرنیکی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

معاشرے کی اصلاح میں عورتوں کا کردار اہم ہوسکتا ہے

دین اسلام نے قرآن پاک و احادیث نبوی ﷺ کے ذریعہ معاشرتی خدمت و اصلاح کی ذمہ داری مردوں کیساتھ ساتھ خواتین پر بھی عائد کی ہے اور معاشرتی اصلاح کے لیے ذرائع بھی واضح طور پر بیان کیے ہیں بچوں کی تربیت یتیموں، بیواؤں کے ساتھ ہمدردی ان کے مال کا تحفظ، مسکینوں محتاجوں کی مدد کرنا، زکوۃ وصدقات کے ذریعہ دولت کی منصفانہ تقسیم کر کے غرباء کو اس میں حصہ دار بنانا سماجی خدمت و تربیت اصلاح کے وہ ذرائع ہیں جو یقیناً خواتین بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں کیونکہ اسلام ان پر روزگار کا بوجھ نہیں ڈالتا، نیز خواتین محبت وشفقت، نرم دلی ورحم دلی سے پیش آسکتی ہیں، یہ عفت و پاکیزگی کا نمونہ ہوتی ہیں، اصلاح کے لیے یہی لازمی خصوصیات وشرائط ہیں جو ایک مصلح میں ہونی چاہئیں۔ یہ کام صبر وتحمل مانگتا ہے جو مردوں کے مقابلہ میں خواتین کو دینے کی سفارش کی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں خواتین معاشرہ کی اصلاح صرف اسی صورت میں کرسکتی ہیں کہ وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوں اور دین کی اشاعت کا فریضہ بھی ادا کریں جو عین تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ دین اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جس میں خواتین اور خود امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اشاعت دین میں اہم کردار ادا کیا۔ معاشرتی اصلاح اور خدمت کا فرض انجام دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علوم قرآنی، فقہ اور انساب عرب وادب عرب پر مہارت رکھتی تھیں اور بچوں ولڑکوں کی تعلیم وتربیت کے لیے آپ نے مدرسہ قائم کیا تھا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی بچوں، خواتین اور لڑکوں کے لیے باقاعدہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تھا اور ہفتہ میں ایک دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین تعلیم حاصل کر کے گھر اور معاشرہ کی اصلاح کا فرض انجام دیتیں اور زمانہ نے دیکھا کہ خواتین نے یہ ذمہ داری خوب نبھائی، بعض خواتین کے کارنامے تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں، خواتین نے اپنے آپ کو بہترین منتظم ومصلح اور گفتار وکردار کا غازی ثابت کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج پر تشریف لے جاتیں، پہاڑوں کے درمیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ نصب ہوتا تشنگان علم جوق در جوق دور دراز مقامات سے آکر حلقۂ درس میں شریک ہوتے، مسائل پیش کرتے اور اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے، تابعین میں اسی عہد کے تمام علمائے حدیث جوان کے خوشہ چیں تھے ان میں اڑتالیس عورتیں تھیں۔ (سیرۃ عائشہ ص ۲۱) بہ بانگ دہل دنیا والوں نے کہا کہ عورت بھی اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی مخلوق ہے جیسے زندگی کے میدان میں اس کی بھی وہی حیثیت ہے جو مرد کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک مرد کو چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لوگو! اپنے رب تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی تنفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

ایک اور جگہ فرمایا عورتوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو۔مزید فرمایا وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لیے یعنی جس طرح لباس عریانی سے بچاتا ہے سردی گرمی کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح عورت مرد کے لیے لباس کا درجہ رکھتی ہے وہ اس کی زندگی کی رفیق بھی ہے اور دل ودماغ کے لیے راحت کا سامان بھی۔وہ اس کے گھر کا انتظام بھی کرتی ہے اور افکار دنیاوی میں غمگساری کا فرض بھی انجام دیتی ہے، اس لیے جس طرح لباس کے رکھ رکھاؤ اور زیب وزینت کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح عورتوں کا خیال رکھو، جو کچھ تم کھاؤ وہ اسے کھلاؤ جو تم پہنو وہ اسے پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو۔(ابوداود)

عورت کو یہ مقام ومرتبہ صرف اسلام ہی نے عطا کیا معاشرے میں عزت سے زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کیا اور مردوں جیسے حقوق عورتوں کو بھی دیئے یہ بہت بڑا احسان ہے عورتوں پر اسلام کا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیجئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَآاٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہماری کامیابی وکامرانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتوں پر عمل کرنے میں ہے جب تک ہم صحیح معنوں میں سیرت نبوی پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت تک سچے پکے مسلمان نہیں ہوسکتے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اتباع رسول کو محبت خداوندی کا معیار قرار دیا۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (ال عمران: ۳۱) اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری

اتباع کرو اللہ تم کو پیار کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کریگا۔ اسلئے کوئی شخص یہ چاہے کہ اتباع سنت کے بغیر اللہ تک پہونچ جائے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

بیس جواہرات

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش کریم

خیال آیا کہ طائف کے بے کسی مسافر، میدان بدر کے عریش کے نیچے بلک بلک کر دعا کرنے والے اور غزوۂ خندق کے موقع پر بھوک سے بے تاب ہو کر پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کرنے والے آقائے نامدار کے کچھ فرمودات نقل کروں کہ شاید ہمارے دل پر چوٹ لگے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے کا خیال آئے اور اپنی بگڑی بنانے کی فکر پیدا ہو جائے، جو آپ ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا

● مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے، جو شخص بھی اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے جو شخص بھی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کا کوئی غم درور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں قیامت کے دن اس کے غم دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کو خوش کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو خوش کریگا۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: رشتہ عرش سے متعلق ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو جوڑے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے رزق میں کشائش چاہتا ہو اور اپنی عمر میں ترقی چاہتا ہو، صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں وہ بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرے اور درجات کو اونچا کر دے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، ضرور ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا: جو شخص تم سے جہالت کا معاملہ کرے تم اس سے بردباری کا معاملہ کرو اور جو ظلم کرے اسکو معاف کر دو اور جس نے تم کو محروم کیا ہو اس کو عطا کرو اور جو تم سے رشتہ توڑے تم اسے سے جوڑو اور صلہ رحمی کرو۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ تحمل و بردباری سے وہ درجہ پاتا ہے جو ایک صائم النہار اور قائم اللیل کا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

● آپ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، درحقیقت طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے برداشت سے کام لے۔ (بخاری)

● آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے کہ تو کشادہ پیشانی کے ساتھ لوگوں کو سلام کرے۔ (ابن ابی الدنیا) ● آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو خوش کرنا اس طرح کہ اس کیلئے کپڑا مہیا کر دیا یا اس کی بھوک دور کر دی یا اس کی کوئی ضرورت پوری کر دی، یہ بہت ہی افضل و اعلیٰ عمل ہے۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل مسلمان بھائی کو خوش کرنا ہے۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور نرمی پر جو مدد کرتا ہے وہ سختی پر نہیں کرتا۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کو نہ بتادوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے یا (فرمایا کہ) اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (سنو) ہر وہ شخص جو آسانی کرنے والا ہو اور نرم خو ہو، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان میں زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا اور اپنے اہل وعیال کیساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے احاطہ کے پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں جو جھگڑا کرنا چھوڑ دے، گرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور بیچ جنت میں گھر دلانے کا اس شخص کے لئے ضامن ہوں جو جھوٹ چھوڑ دے، گرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو اور جنت کے بالائی حصہ میں گھر دلانے کا اس کے لئے ضامن ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا تبسم کرنا (مسکرانا) اپنے مسلم بھائی کو دیکھ کر، صدقہ ہے تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ بتادینا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں پانی بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈالدینا صدقہ ہے۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہتا ہے۔ (مسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اس نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کریں، لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی ضرورتیں لے کر آتے ہیں۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو دولت کے ساتھ خاص کیا ہے تاکہ وہ بندوں کو فائدہ پہنچائیں جب تک وہ اس دولت کو اللہ کے بندوں پر

خرچ کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دولت برقرار رکھتا ہے اور جب وہ اپنی داد ودہش بند کردیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ دولت چھین لیتا ہے اور دوسروں کی طرف منتقل کردیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا، طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرے گا اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ (طبرانی، حاکم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا بالا خانہ ہوگا جس کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آئے گا۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! یہ کس کیلئے ہوگا؟ فرمایا: اس شخص کیلئے جو اچھا کلام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور جب کہ لوگ رات کو سو رہے ہوں یہ نماز تہجد میں کھڑا ہو۔ (طبرانی، حاکم)

ہمارے ان مومنانہ احساس وشعور کو جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کے لئے حدیث قدسی کے الفاظ گویا رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ فرمودات کا خلاصہ اور بندۂ مومن کے اعزاز واکرام کی وہ انتہا ہے، جس سے غفلت برتنا اتنی ہی محرومی کی بات ہے جتنا بڑا یہ اعزاز ہے۔

پوری کائنات کا وجود آپ علیہ السلام کی مرہون منت

یہ اس ذات اقدس کے ارشادات وفرمودات ہیں جس کے صدقہ طفیل دنیا وجود میں آئی ایک قدسی ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکِ وَالْاَرْضِیْنَ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث تو الفاظ کے اعتبار سے موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے کسی شاعر نے کہا ؎

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامَ الْمَلُوْکُ مُلُوْکُ الْکَلَامِ بادشاہ کا کلام سارے کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے، تو جس طرح نبی ﷺ کی ذات سب سے اعلیٰ وارفع ہے آپ کا کوئی ثانی نہیں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مقام ومرتبہ آپ ہی کا ہے سارے انبیاء کے امام اور سردار ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کا کلام بھی سب سے اعلیٰ وارفع ہے اسکی کوئی نظیر اور مثال نہیں ہوسکتی اور کیونکر کوئی کلام اس کی نظیر بن سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف اعلان فرمادیا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی خواہش نفس سے آپ کوئی بات نہیں کہتے آپ تو جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی الٰہی ہے۔ اب یہ ہم لوگوں کی حرمان نصیبی ہے کہ اتنا عظیم پیغمبر ہم کو ملا اتنی عمدہ تعلیمات عطا کی گئی اگر ان ارشادات وفرمودات پر عمل پیرا ہو جائیں تو دنیا میں بھی سرخرو ہوں گے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ بلند مقامات سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلاَتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز عطا کیا پھر انسان سب کے سب برابر نہیں حتیٰ کہ سارے انبیاء ورسل بھی درجہ میں ایک دوسرے سے کم زیادہ ہیں۔تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یہ رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت و برتری عطا کی البتہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تمام انسانوں میں اشرف واکمل ہیں وہ معصوم

عن الخطاء ہیں اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت ہوتی ہے اور شیطان کے مکر وفریب سے بچائے جاتے ہیں، ان کا ایک ایک عمل ان کی امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے، ہم تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہیں جن کو جانتے ہیں ان پر بھی اور جن کو نہیں جانتے ہیں ان پر بھی، اور اہل سنت والجماعت کا مسلک یہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نبی کو نہیں مانتا اور اس پر ایمان نہیں لاتا وہ تو گمراہ ہے ان تمام انبیاء میں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے انبیاء علیہم السلام کی ایک اہم فضیلت قبروں میں زندہ رہنا بھی ہے۔

حضرات انبیاء صرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہی ہیں۔ گو شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم التحیۃ والسلام کے متعلق بھی متعدد روایاتِ حدیث سے ثابت ہے کہ اس عالم سے منتقل ہو جانے کے بعد زندہ ہی ہیں۔

مشہور محدث علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور مصنف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک ایک رسالہ لکھا ہے اور حیات الانبیاء کا اثبات کیا ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے قبور میں باحیات ہونے کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تواتر کے درجہ کو حدیثیں پہونچ چکی ہیں، امام قرطبی نے اپنے کتاب تذکرہ میں فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا حاصل اتنا سمجھو کو نہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیے گئے ہیں اور ان کا حال ہماری نسبت ایسا ہے جیسے فرشتوں کا حال ہے کہ ہم فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

کی روحیں قبض کرنے کے بعد پھر واپس کردی گئیں، اس لئے وہ اپنے رب کے حضور میں زندہ ہیں جیسا کہ شہداء ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں یہ نماز تکلیف شرعی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

زمین نبیوں کے جسم نہیں کھا سکتی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں فرشتوں کی آمد بکثرت ہوتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ بیشک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس میں مشغول ہو، سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ وفات کے بعد کیا ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ وفات کے بعد بھی مجھ پر درود پیش کیا جاتا رہے گا، کیونکہ اس عالم میں جا کر بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے ہیں اور یہ زندگی روحانی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی ہوتی ہے کیونکہ بیشک اللہ نے زمین پر یہ حرام فرمادیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھا جاوے۔ (ابن ماجہ) لہٰذا اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس عالم سے منتقل ہوکر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور رزق بھی پاتے ہیں، یہ رزق اسی عالم کے مناسب ہے۔ شہداء کے متعلق بھی رزق ملنا وارد ہوا ہے لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیوۃ اور مرزوقیت شہداء سے اکمل ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے۔

وحیات انبیاء متفق علیہ است
ہیچ کس را ورو اختلافے نیست
حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات

معنوی روحانی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

حضرات انبیاء مناسک حج بھی ادا کرتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے، آپ نے ایک وادی کے متعلق دریافت کیا کہ کون سی وادی ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ وادئی ارزق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ علیہ السلام کی طرف، یہ فرما کر ان کا رنگ اور بالوں کی کیفیت کچھ بیان فرمائی اور فرمایا کہ وہ اس حال میں نظر آرہے ہیں کہ اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں دیئے ہوئے ہیں اور اپنے رب کے نام کا تلبیہ زور زور سے پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اور آگے چلے حتیٰ کہ ایک وادی آئی اس کے متعلق فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا تو یہ قابل تکذیب نہیں ہے اگر کوئی تصدیق نہ کرے تو جھٹلانا بھی بیجا ہے معراج شریف کا واقعہ جو کتب احادیث میں آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو میں ان کا امام بنا۔ (مسلم شریف)

اس وقت آنحضرت ﷺ اپنی حیات دنیاوی ہی میں تھے اور جن نبیوں کو آپ نے نماز پڑھائی وہ حیات برزخی میں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گو اس دنیا میں نہیں ہیں مگر حیات برزخیہ میں بھی نہیں ہیں بلکہ ان کی یہی حیات دنیاوی جاری ہے تا آنکہ دوبارہ تشریف لاکر وفات پائیں۔

بعض شہداء احد کے جسم برسہا برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ عمرو بن جموح اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے کھود دیا تھا یہ دونوں انصاری تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک ہی قبر میں دونوں کو دفن کر دیا گیا تھا جب پانی نے قبریں کھود ڈالیں تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کھودی گئی تو اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی وفات پائی ہے، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ غزوۂ احد کو ۴۶ سال گذر چکے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ طیبہ میں نہر نکالنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی گذرگاہ میں احد کا قبرستان پڑ گیا، حضرت معاویہؓ نے اعلان فرمادیا کہ اپنے اپنے عزیزوں کی نعشیں یہاں سے اٹھا کر منتقل کرلیں جب اس غرض سے نعشیں نکالی گئیں تو بالکل اپنی اصلی حالت پر تر و تازہ معلوم ہوتی تھیں اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کھدوائی کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک قدم میں کدال لگ گیا تو اسی وقت خون جاری ہوگیا، یہ واقعہ غزوۂ احد سے پچاس سال بعد کا ہے۔

شہداء احد کے علاوہ اور بھی بعض اکابر امت کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ دفن کرنے کے بعد جب برسہا برس کے بعد دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں تغیر وتبدل نہ ہوا تھا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے جسموں کو زمین گلا نہیں سکتی ہے لیکن کسی غیر نبی کو بھی اللہ رب العزت یہ شرف بخشیں تو ان کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْحَیَاتِ وَخَیْرَ الْمَمَاتِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ مَوْلَایَ وَاَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کیا عورتوں کے لئے
چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

عورت کے معنی ہی پردے کے ہیں یعنی چھپانے کی چیز۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا عورت کے اندر سب سے عمدہ صفت کونسی ہے سارے صحابہ خاموش ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس سے اٹھکر فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ایک سوال کیا ہے کہ عورت کے اندر سب سے بڑی خوبی کونسی ہے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کسی نامحرم کی نگاہ عورت پر نہ پڑے اور عورت کی نگاہ نامحرم مرد پر نہ پڑے عورت کے لئے یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

بیسویں صدی کے عالم اسلام کے مشہور محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب " حجاب المرأة المسلمة فی الكتاب و السنة" میں جو موقف اختیار کیا ہے اس میں محدث البانی چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے پردہ کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اپنے نقطۂ نظر کی تائید ان احادیث سے کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک تھا۔ آپ نے بغیر اذان و اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر آپ حضرت بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے، آپ نے خوف خدا کی تاکید کی اطاعت الٰہی پر ابھارا اور وعظ و نصیحت کی پھر خواتین کی طرف تشریف لے گئے انھیں وعظ کہا اور تذکیر کی فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو کیوں کہ تم میں سے زیادہ جہنم کا ایندھن ہوں گی، خواتین کے درمیان سے ایک عورت نے جس کے دونوں رخساروں پر تل کے نشان تھے، سوال کیا اس کی کیا وجہ ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کا اثر یہ ہوا کہ خواتین اپنے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتار کے بلال کے دامن میں ڈالنے لگیں اور صدقے کا آغاز کر دیا۔ (محمد ناصر الدین البانی، حجاب المرأة المسلمة فی الكتاب والسنة، المطبعة السلفیہ قاہرہ ۱۳۷۴ھ ص ۹۔۱۰) اس حدیث کی تخریج امام مسلم (۳:۱۹) النسائی (۱:۲۳۳) دارمی (۱:۳۷۷) بیہقی (۳:۲۹۶، ۳۰۰) نے کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے حضرت فضل بن عباس بیٹھے ہوئے تھے، حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ایک عورت کی طرف متوجہ ہوگئے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیا تھا، وہ عورت خوبصورت تھی وہ اسے دیکھنے لگے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کو پکڑ کر ان کا چہرہ گھما دیا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کر ڈالا اے اللہ کے رسول آپ نے بھتیجے کی گردن کیوں پکڑ کر گھما دی، تو آپ نے فرمایا میں نے ایک نوخیز لڑکے اور لڑکی کو دیکھا کہ وہ شیطان سے محفوظ نہ ہو پائیں گے اس لیے ایسا کیا۔ (نفس مصدر ص۱۰، امام بخاری (۴: ۲۹۵-۴: ۵۴ و ۸:۱۱) مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اہل ایمان خواتین نماز فجر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شریک ہوتی تھیں اس حال میں کہ چادر سے بدن کو ڈھکے رہتی تھیں پھر وہ اپنے گھروں کو بقیہ نماز کی تکمیل کے لیے اس طرح پلٹ جاتی تھیں کہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جائیں) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر منہ اندھیرا نہ ہوتا تو وہ پہچان لی جاتیں کیوں کہ ان کے چہرے کھلے ہوتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوعمرو ابن حفص نے انہیں طلاق قطعی (اور ایک روایت کے مطابق تین طلاق) دے کر غائب ہوگئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انہیں ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کی تاکید کی، پھر فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کے پاس میرے اصحاب آتے جاتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ ابن ام مکتوم کے یہاں عدت گزارو، وہ نابینا ہیں، انکے ہاں اپنے پردے کے کپڑے اتار سکتی ہو، ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ام شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ ام شریک انصار کی ایک

مال دار خاتون ہیں اللہ کی راہ میں انفاق کرنا انکا شعار ہے ان کے ہاں مہمانوں کی خوب آمد رہتی ہے۔ حضرت فاطمہ نے حامی بھر لی تب آپ نے فرمایا ایسا مناسب نہیں ہے ام شریک بڑی مہمان نواز خاتون ہیں مجھے پسند نہیں کہ تمہارا دوپٹہ کھسک جائے یا پنڈلیوں سے اوپر کپڑا اٹھ جائے اور مرد تمہارے بدن کا وہ حصہ دیکھیں جو تمہیں ناپسند ہے۔ (نفسِ مصدر، ص ۱۲، ۱۳۔ اس حدیث کی تخریج امام مسلم (۴:۹۵ اور ۹۶، ۸:۲۰۳) نے کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ عید کی نماز ادا کی ہے؟ آپنے فرمایا ہاں اور اگر میرا بچپن نہ ہوتا تو میں اس نماز عید میں شریک نہ ہو پاتا، وہ کہتے ہیں کہ آپ کثیر بن الصلت کے گھر کے پاس مقام بلند تک تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر آپ خواتین کی طرف گئے اور آپ کیساتھ حضرت بلال بھی تھے، آپ نے انہیں وعظ و نصیحت کی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ خواتین اپنے ہاتھوں سے بلال کے دامن میں کچھ ڈال رہی ہیں، پھر آپ بلال کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔ (نفس مصدر، ص ۱۲۔۱۳ اس حدیث کی تخریج امام بخاری (۲:۲۷۳) امام ابوداؤد (۱:۱۷۴) امام بیہقی (۳:۳۰۷) امام نسائی (۱:۲۲۷) امام احمد ابن حنبل (۳۴۷۸) نے کی ہے۔

امام ابن حزم اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خواتین کے ہاتھوں کو دیکھا، اس سے ثابت ہوا کہ ہاتھ اور چہرہ پردے میں شامل نہیں ہے) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے آئی اور اس نے خضاب نہیں لگا رکھا تھا۔ آپ نے اس وقت تک اس سے بیعت نہیں کی جب تک کہ اس نے خضاب نہیں لگا لیا۔

امام البانی کہتے ہیں کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ کھولنا جائز ہے۔

علامہ البانی ان احادیث اور آیات سے بھی تفصیلی تعریض کرتے ہیں جو خواتین کے چہرہ اور دونوں ہاتھ کھولنا جائز ہے۔ علامہ البانی ان احادیث اور آیات سے بھی تفصیل تعرض کرتے ہیں جو خواتین کے چہرہ اور ہاتھوں کے پردہ سے متعلق ہیں اور آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون برقع کا استعمال کرتی ہے اور اپنا چہرہ ڈھکتی ہے جیسا کہ دین دار خواتین میں رائج ہے تو یہ قابل تعریف اور مطلوب ہے اور اگر کوئی خاتون چہرہ اور ہاتھ نہیں ڈھانکنا چاہتی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(علامہ محمد ناصر الدین البانی حجاب المرأۃ المسلمۃ فی الکتاب والسنۃ المطبعۃ الخامسۃ، الکتب الاسلامی ص ٦۔٧۔١٣٩٨ھ)

علامہ البانی نے بحث کے بالکل آغاز میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بکھر گئے۔ حضرت ابوطلحہ آپ کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما تیزی سے ادھر ادھر دوڑ رہی ہیں۔ مجھے ان کے پازیب نظر آئے وہ دونوں کمر پہ مشکیزہ لادے ہوئے لوگوں کے منہ میں دوڑ دوڑ کر پانی انڈیل رہی تھیں۔ (نفس مصدر، ص ٧: ١٧) اس حدیث کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (٧: ٢٩٠) نے کی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حکم حجاب کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور اس بات کا احتمال ہے کہ صحابی رسول نے دیکھنے کا قصد نہ کیا ہو علامہ البانی اس حدیث سے مراد وہی لیتے ہیں جس کی تائید میں انھوں نے دوسری احادیث نقل کی ہیں یعنی یہ کہ عورت کا چہرہ اور اسکے دونوں ہاتھ حکم حجاب میں شامل نہیں ہیں۔ (نفس مصدر)

علامہ موصوف نے آیت قرآنی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُيُوْبِهِنَّ کے مفہوم کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے کیوں کہ لفظ خمر خمار کی جمع ہے اور اس کے معنی اوڑھنی کے ہیں اور جیوب جمع ہے جیب کی اس کے معنی ہیں قمیص کے اوپر کا

ٹکڑا۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ خواتین کا گردن اور سینے کے بالائی حصے کو اوڑھنی سے ڈھانکنا واجب ہے اس میں چہرے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے علامہ ابن حزم نے المحلی : جلد: ۳، ص: ۲۱۶۔ ۲۱۷) میں اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ چہرہ کھولنا مباح ہے۔ (نفس مصدر، ص ۴۴،۴۳)

دور جدید کے احتیاط پسند علماء نے غالباً فساد زمانہ کے پیش نظر چہرہ اور ہاتھوں کو عورت کے حجاب میں شامل کیا ہے۔ تاہم آج عالم اسلام اور عالم مغرب کی مسلمان نسائی تحریکات، میدان زندگی میں مصروفِ عمل خواتین کا یہ اصرار بڑی حد تک درست معلوم ہوتا ہے کہ پردہ وہ نافذ العمل ہو جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہو اور جس پر اسلامی تاریخ میں تواتر سے عمل ہوتا آرہا ہو۔

پردہ کے مخالف طبقہ پر تنقید کرتے ہوئے بیسویں صدی کے عظیم اسکالر اور مفسر قرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ رقم طراز ہیں: جو لوگ مغربی تمدن کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی نظم معاشرت کے قوانین کو اپنے لیے حجت بناتے ہیں وہ کس قدر سخت فریب میں مبتلا ہیں یا دوسروں کو مبتلا کر رہے ہیں، اسلامی نظم معاشرت میں تو عورت کیلئے آزادی کی آخری حد یہ ہے کہ حسب ضرورت ہاتھ اور منھ کھول سکے اور اپنے حاجات کے لیے گھر سے باہر نکل سکے مگر یہ لوگ آخری حد کو اپنے سفر کا نقطۂ آغاز بناتے ہیں جہاں پہنچ کر اسلام رک جاتا ہے وہاں سے یہ چلنا شروع کرتے ہیں اور یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ حیا اور شرم بالائے طاق رکھ دی جاتی ہے۔ ہاتھ اور منھ ہی نہیں بلکہ خوبصورت مانگ نکلے ہوئے، سر اور شانوں تک کھلی ہوئی باہیں اور نیم عریاں سینے بھی نگاہوں کے سامنے پیش کردیے جاتے ہیں اور جسم کے باقی ماندہ محاسن کو بھی ایسے باریک کپڑوں میں ملفوف کیا جاتا ہے کہ وہ ہر چیز ان میں سے نظر آسکے جو مردوں کی شہوانی پیاس کو تسکین دے سکتی ہو، پھر ان لباسوں اور

آرائشوں کے ساتھ محرموں کے سامنے نہیں بلکہ دوستوں کی محفلوں میں بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو لایا جاتا ہے اور ان کو غیروں کے ساتھ ہنسنے بولنے اور کھیلنے میں وہ آزادی بخشی جاتی ہے جو مسلمان عورت اپنے سگے بھائی کے ساتھ نہیں برت سکتی۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۶ء ص: ۳۲-۳۳)

چہرہ اور ہتھیلی بھی ڈھک کر چلیں

آج کے پرفتن دور میں جبکہ لہو ولعب کے ڈھیر سارے آلات واسباب منظر عام پر آچکے ہیں اور انٹرنیٹ سینکڑوں فوائد کے ساتھ ہزاروں نقصانات بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہو رہے ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، عورتوں کا چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھول کر چلنا بہت بڑے فتنے کا سبب بن سکتا ہے اسلئے دلائل سے قطع نظر کرتے ہوئے موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے چہرہ اور ہتھیلیوں کا چھپانا بھی اشد ضروری ہے اور چہرے کیوجہ سے انسان کی خوبصورتی اور صورتی کا پتہ چلتا ہے اسلئے اگر چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولنے کی سخت ضرورت نہ ہو تو ہرگز انکو کھولنا نہ چاہیے بلکہ میں تو یہاں تک کہتی ہوں کہ ایسے برقعے اور کپڑوں کا استعمال بھی نہ کریں جس سے لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں خصوصاً جب گھر سے باہر کسی ضرورت کیلئے جائیں تو معمولی کپڑوں میں جائیں اور بلا وجہ گھر سے باہر نہ نکلیں تا کہ لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف نہ اٹھے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عقلمند وہ ہے جو قناعت پسند ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃِ وَسَعٰی لَھَا وَھُوَ مُوْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُوْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ قید خانہ اور جیل میں کوئی شخص مال ودولت اکٹھا کرنیکی فکر نہیں کرتا ہمیشہ اسکو فکر رہتی ہے کہ کب جیل سے رہائی ہو اور اپنے گھر واپس جائے بس یہی حال ہے مسلمانوں کا کہ دنیا ان کے لئے بس جیل کے مانند ہے، مال ودولت اگر اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے تو اس کے ذریعہ آخرت کو تلاش کریں اور دنیا سے حرص مت کریں کیونکہ مرنے کے بعد تو ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑیگا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور وہ کام کرے جو اسکو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف ونادان وہ

شخص ہے جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑے اور اللہ تعالیٰ پر امیدیں لگائے بیٹھا ہو، اس لئے ہم دینا میں عقلمند بن کر زندگی گذاریں موت تو ہر ایک انسان وجاندار کو آنی ہی ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ جب موت کا آنا برحق ہے تو کیوں ذلیل دنیا میں پھنس کر اپنی آخرت کو تباہ و برباد کریں۔

قناعت کس طرح حاصل ہو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور درخواست کی اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی مفید دعا سکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں دعا کرو۔ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ فِيْ خَلْقِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ كَسْبِيْ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ** اے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے اخلاق میں وسعت اور میری کمائی میں برکت عطا فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر قناعت نصیب فرما۔ آدمی کے دل میں یہ بات اچھی طرح رچ بس جائے کہ وہ اس دنیا میں مہمان ہے، بہت جلد وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: بے شک میں بشر ہوں، بہت جلد میرے پاس اللہ کا پیغام آئے گا اور میں اس کا جواب دوں گا۔ جب ہمیں یہ پختہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے درحقیقت وہی خیر و بھلائی ہے تو دنیا کی زندگی کی حیثیت ایک مہمان خانے سے زیادہ نہیں رہے گی، اور مہمان کو مہمان خانے میں موجود اشیا سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی، وہ محض اپنی ضرورت پوری کرنے کی حد تک بڑے قرینے اور قناعت سے ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے، اور اپنی منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی کے بارے میں انسان کا یہ پختہ یقین قناعت کے حصول میں اسے مدد دیتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا شمار کبارِ صحابہ میں ہوتا ہے ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ان کے بارے میں نبی مہربان ﷺ نے فرمایا

سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے دور میں اوران کے بعد کے ادوار میں مختلف اہم حکومتی مناصب پر فائز رہے، جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا، پوچھا گیا اے ابو عبداللہ روتے کیوں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے خدشہ ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی حفاظت نہیں کی کہ تمہیں مسافر کے زادِ راہ کی مانند دنیا سے اپنا حصہ وصول کرنا چاہیے جو صرف اپنی انتہائی ضرورت کی چیزیں ہی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور لوگوں نے ان کے ترکے میں موجود اشیا کا جائزہ لیا تو ان کی قیمت تیس درہم بھی نہیں بنتی تھی، اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل درآمد نہ ہونے سے ڈرتے تھے۔ یہ مثال ہمیں عملی نمونہ فراہم کرتی ہے کہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت کی تھی۔

انسان کے ذہن میں یہ تصور پختہ ہو جائے کہ اس مال کو جمع کرنے کا کیا فائدہ جس سے وہ خود مستفید نہ ہو سکے۔ایک عقل مند آدمی جب غور وفکر کرتا ہے تو اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہے کہ ضروریات سے زائد ایسا مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے جسے نہ میں کھا پی سکتا ہوں اور نہ اسے کسی مفید کام میں خرچ کر سکتا ہوں؟ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں اطراف پر دو فرشتے کھڑے ہو کر منادی کرتے ہیں اور ان کی آواز کو جن وانس کے سوا زمین میں موجود تمام اشیا سنتی ہیں، وہ کہتے ہیں اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، تھوڑی چیز جو (ضرورت کیلئے) کافی ہو، بہتر ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دینے والی ہو۔

اے ابن آدم! تیرا (مال) تو صرف وہی ہے جسے تو نے کھایا اور ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا خرچ صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔ اس کے علاوہ جو مال بھی ہے اسے اکٹھا کرنے میں تو تھک جاتا ہے اور اس کے خرچ نہ کرنے پر تیرا محاسبہ کیا جائیگا، اور اللہ کے سامنے اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا۔ دل کو قناعت سے سرشار کرنے والی بات یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ اس مال کو جمع کرنا جس میں کوئی فائدہ اور نفع نہیں ہے، بے فائدہ تھکاوٹ ہے اور یہ کہ وہ اللہ کی دی ہوئی چیز پر راضی اور قانع ہو۔

ہماری جان و مال اللہ کی امانت ہے

اللہ رب العزت نے قرآن میں صاف فرما دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ بلاشبہ اللہ تعالی نے مومنین سے انکی جانوں اور مالوں کو خرید لیا اس بات کے عوض کہ ان کے لئے جنت ہے یعنی یہ جان و مال ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمیں استعمال کرنیکا حکم دیا ہے ہم وہاں استعمال کریں ورنہ امانت میں خیانت ہوگی اور جو کچھ تھوڑا بہت اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے اسی پر قناعت کریں اور ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں پر نظر رکھیں جبھی جا کر نعمت کی قدر ہو سکتی ہے اگر اپنے سے زیادہ مال والوں کو دیکھیں گے تو کبھی بھی ہم کو نعمت خداوندی پر شکر ادا کرنیکی توفیق نہ ہوگی اور نہ ہی ہم کو قناعت نصیب ہو سکتی ہے اسلئے ہمیشہ فقیروں اور غریبوں پر نظر رکھیں تا کہ سکون قلبی حاصل ہو اور قناعت کی عظیم دولت سے مالا مال ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمَاتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟ غفلت اور سستی بہت بڑی بیماری ہے جس کے اندر یہ بیماری پائی جائے وہ مرد یا عورت نہ تو دنیوی ترقی کرسکتی ہے نہ اخروی جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے گی غفلت وسستی اس کے لئے مانع بن جائیگی اس لئے ہر وقت چست رہنا چاہیے کاہل وسست آدمی خود اپنے لئے بھی بوجھ ہوتا ہے اور جہاں کہیں جاتا ہے ان لوگوں کے لئے بھی باعث تکلیف بنتا ہے اور ہر شخص آدمی سے دور رہنا چاہتا ہے اور اسکی برائیاں کرتا ہے۔

● **دینی تعلیم** : غفلت کو دور کرنے کا سب سے پہلا علاج حصول علم دین ہے صحیح معنی میں اسلامی تعلیمات سے واقف ہو کر اس پر عمل کرنا یہ غفلت کو دور کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے کیوں کہ علم دین سے مردہ زندگی کو حیاتِ نو نصیب ہوتی ہے ارشاد باری ہے **اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ** (الانعام آیت ۱۲۲) ذرا بتاؤ کہ جو شخص مردہ ہو، پھر ہم نے اسے زندگی دی ہو، اور اس کو ایک روشنی مہیا کردی ہو جس کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہو، کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کا حال یہ ہو کہ وہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہو، جن سے کبھی نکل نہ پائے؟ اسی طرح کافروں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں، وہ بڑا خوشنما کام ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور علم سے مردہ زندگی کو حیاتِ نو میسر ہوتی ہے۔

● **ذکر اللہ**: غفلت کو درو کرنے کا دوسرا اہم ذریعہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول رکھنا ہے، ارشاد باری ہے: **وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ** (الاعراف: آیت ۲۰۵) اور اپنے رب کا صبح وشام ذکر کیا کرو، اپنے دل میں بھی عاجزی اور خوف کے (جذبات) کے ساتھ، اور زبان سے بھی آواز بہت بلند کئے بغیر! اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ غفلت کو درو کرنے کے لیے آدمی ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ زبان پر جاری رہے۔ **لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ** (ترمذی)

● **تلاوت قرآن**: تلاوت قرآن بھی غفلت کو درو کرنے کا اہم ذریعہ ہے ارشاد الٰہی ہے **اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ**

مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ (الزمر: آیت۲۳) اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے وہ اس سے کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت سے قساوۃ قلبی دور ہوتی ہے، ذکر اللہ میں دل لگتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن دلوں کیلئے حیاتِ نو کے مانند ہے، دل کے لیے تلاوت وتدبر سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہو سکتی۔ اس سے اللہ کی محبت، اس سے ملنے کا شوق، اس سے مغفرت کی امید اور گناہ پر خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اللہ کی طرف بندہ متوجہ ہوتا ہے، اللہ کی ذات پر توکل قائم ہوتا ہے، اس کے فیصلہ پر بندہ راضی رہتا ہے، اس کی نعمت پر شکر بجالاتا ہے، مصیبت پر صبر کرتا ہے اور ہر طرح کی غیر شرعی حرکت سے باز رہتا ہے، اگر لوگوں کو تلاوت قرآن کے فوائد کا ادراک ہو جائے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی میں لگے رہیں۔ (مفتاح دار السعادۃ:۱/۲۲۵)

● **توبہ واستغفار**: کثرت سے توبہ واستغفار بھی بندے سے غفلت کو دور کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں، خود آپ ﷺ ہر دن سو سو بار استغفار کرتے تھے۔ ● **کثرت سے دعا کا اہتمام**: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنۡ لَّمۡ يَسۡاَلُ اللّٰهَ يَغۡضِبَ عَلَيۡهِ (ترمذی:۳۳۷۳) جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

● **نماز باجماعت ادا کرنا**: پانچوں نمازوں کو جماعت کیساتھ ادا کرنے سے بھی غفلت دور ہوتی ہے حدیث پاک میں ہے۔ مَنۡ حَافِظۡ عَلٰى

هٰـؤُلَاءِ الـصَّـلٰوتِ الْمَكْتُوبَةِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ۔جو شخص پانچوں وقت نمازوں کو پابندی کیساتھ ادا کرے گا اس کا شمار (عند اللہ) غافلین میں نہیں ہوگا۔

(صحیح ابن خزیمہ:۲/۱۸۰)

معلوم ہوا غفلت کو دور کرنے کے لیے نماز کا اہتمام از حد ضروری ہے ،مگر افسوس امت سب سے زیادہ اسی میں کوتاہی کرتی ہے ،نماز کی کوتاہی دیگر تمام فرائض و واجبات اور سنتوں میں کوتاہی کا سبب ہے، کاش امت ہوش کے ناخن لے اور اپنے اوپر سے غفلت کے پردے کو اٹھانے کی کوشش کرے۔

تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری ہے

غفلت کو دور کرنے کیلئے ہم نے جو چھ اسباب ذکر کیے اگر انکو اپنی زندگی کے اندر داخل کرلے تو کبھی بھی غفلت وسستی انسان کے قریب نہیں آسکتی سب سے پہلی چیز ہم نے حصول علم دین کو ذکر کیا آج امت کا بہت بڑا طبقہ علم دین سے کورا ہوتا جا رہا ہے دنیوی علوم کی طرف بڑی توجہ ہے اس کے لئے لوگوں کے وقت بھی ہے اور پیسے بھی ہیں ہزاروں روپئے خرچ کر کے عصری علوم بچوں کو دلا رہے ہیں مگر دینی تعلیم کیلئے نہ تو پیسے خرچ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسکے لئے ہمارے پاس وقت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ہم خود بھی علم دین حاصل کریں اور بچوں کو بھی علم دین سکھائیں اور اسلام کے احکام پر عمل کریں تاکہ گناہوں سے بچ سکیں۔اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اعلیٰ تعلیم کے حامی بھی عورتوں کا حجاب ضروری سمجھتے تھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ جَلاَبِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حجاب عورتوں کیلئے زیور ہے اور اس سے عورت کی پاکدامنی اور شرافت کا پتہ چلتا ہے مذہب اسلام نے عورتوں کے حجاب پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ایک دربار نبوی میں نابینا صحابی عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اسوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو زوج مطہرہ بھی وہیں

موجود تھیں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابن ام مکتوم سے تم دونوں پردہ کرو تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ کیا یہ نابینا نہیں ہیں یہ تو ہم کو دیکھ بھی نہیں رہے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے ناگواری کے انداز میں فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ جس طرح مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا بھی ضروری ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بے پردگی کی وجہ سے سینکڑوں برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جب کوئی عورت بے پردہ پھرتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ کراتا ہے اور اس طرح مرد و عورت دونوں بھی گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔

ماہنامہ الفیصل میں ڈاکٹر احسان اللہ خان لکھتے ہیں

۱۹۰۳ء کے اجلاس میں زنانہ مدارس کے قیام سے متعلق تجویز پیش کی گئی اس پر تقریر کرنے والوں نے پردہ کی بحث چھیڑ دی اور مسلم سماج کی طرف سے شدید مخالفت کا حوالہ دیا گیا تو شیخ عبداللہ نے بھی اس بحث میں حصہ لیا، آپ کا کہنا تھا کہ شرعی پردہ کی پابندی کے بجائے پردۂ مروجہ کو شامل کرنے کے لیے جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس پر مجھے افسوس بھی ہے اور تعجب بھی۔ اگر یہ ترمیم مان لی گئی تو کیا اس پر اعتراض نہ ہوگا کہ شریعت کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی پر مسلمانوں کو مجبور کرنے والے ہم کون ہیں اور ہمیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ شریعت پر رسم و رواج کو ترجیح دیں۔ رسول خدا اور صحابہ کے زمانے میں جو پردہ تھا اس کی حمایت کرنا ہم اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اس پردہ کے ہم ہرگز حامی نہیں جس کا وجود نہ رسول خدا کے زمانے میں تھا اور نہ صحابہ کے زمانہ میں۔ کانفرنس کی پالیسی ہرگز پردہ اٹھانے کی نہیں ہے۔ لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ کانفرنس پردہ کی مخالف ہے، وہ اس جھگڑے میں نہ

ابھی تک پڑی ہے اور نہ پڑنا چاہتی ہے، کانفرنس صرف اتنا چاہتی ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم دلائی جائے اس لیے بحث صرف اس بارے میں ہونا چاہیے کہ لڑکیوں کو تعلیم دلانا چاہیے یا نہیں۔ انہیں تعلیم دلائی جائے تو کیوں کر زنانہ مدارس قائم ہوں اور اگر قائم ہوں تو کیوں کر اور کیسے؟ (بحوالہ نفسِ مصدر ص ۱۴۳۔۱۴۴) شیخ عبداللہ اپنی کتاب مشاہدات وتاثرات میں رقم طراز ہیں کہ۔

عبد اللہ بیگم ابتدا میں بہت گہرا پردہ کرتی تھیں، میں بھی ابتداء میں عام مسلمانوں کی طرح پردے کا حامی تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ میرے خیالات میں پردے کے معاملے میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہوگیا۔ یہ انقلاب خود قرآن پاک کی صحیح تعلیم کی واقفیت اور اسلام کے ابتدائی تاریخی واقعات کی وجہ سے پیدا ہوا، واقفیت ہونے کے بعد ہندوستان کا رسمی پردہ مجھے ایک بدعت معلوم ہونے لگا اور میں نے اپنے خیالات کسی سے پوشیدہ نہیں رکھے۔ اخبارات اور رسالوں میں میں نے اس مسئلہ پر مضامین لکھے اور رسمی پردے کی مخالفت کی رسالہ خاتون کے اوراق اس کے گواہ ہیں اکثر کانفرنسوں کے اجلاسوں میں اس مسئلہ پر بحثیں ہوتی تھیں اور پرانے خیالات کے لوگ خوب کڑی کڑی اور تلخ تلخ باتیں مجھے سنایا کرتے تھے۔ میں معقول طریقے سے ان کو قائل کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن رسم ورواج کے دل دادہ لوگ قائل ہونے والے نہیں تھے بورڈنگ ہاؤس کے جاری کرنیکی تجویز کے بعد لوگوں نے اکثر مجھ سے سوالات کیے کہ آیا مدرسے میں پردہ رہے گا یا نہیں، حتی کہ امرتسر کی کانفرنس میں جناب شمس العلماء مولانا شبلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی برسر اجلاس مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نہایت صفائی سے بتا دیجئے کہ مدرسے میں پردہ رہے گا یا نہیں مولوی صاحب مرحوم تعلیم نسواں کے حامی تھے مگر اس کیساتھ پردے کے بھی حامی تھے، میں نے ان کے سوالوں کے جواب میں اس وقت بیان کیا کہ

مدرسے اور بورڈنگ ہاؤس میں ضرور پردہ رہے گا۔ پردہ بطور اسکول ڈسپلن کے لازمی ہوگا۔(ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ، مشاہدات وتاثرات، فیملی ایجوکیشن اسوایشن علی گڑھ ص ۲۵۱۔۲۵۲)

اعدائے اسلام کی سازش

اگر تعصب کی عینک نکال کر دیکھا جائے اور اسلامیات کا مطالعہ کیا جائے، تو بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی حکم عقل انسانی کے خلاف نہیں ہے، بلکہ انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسلام کی اطاعت و پیروی میں ہے۔ آج اعدائے اسلام نے زبردست تحریکیں چلا رکھی ہیں کہ کس طرح اسلام کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکیں اور کم از کم اسکی روح کو تو باطل ہی کردیں مسلم عورتوں اور نوجوان لڑکیوں میں جو بے پردگی ہو رہی ہے پھر اسکے نتیجہ میں ناگفتہ بہ حالات پیش آتے ہیں یہ سب سازش کے تحت اور بڑی پلاننگ سے وجود میں آرہا ہے تاکہ مسلمانوں کو ان کے دین و مذہب سے نا آشنا کردیا جائے اور اس کے مقابلہ میں باطل مذہب سے آشنا کرایا جائے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

گناہوں کی نحوست سے توفیق سلب ہو جاتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْھُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ ھُمْ بَالِغُوْہُ اِذَا ھُمْ یَنْکُثُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جب زمین پر گناہ زیادہ ہوتے ہیں تو اسکے اثرات صرف گنہگار کی حد تک نہیں رہتے بلکہ اسکی نحوست دیگر حیوانات نباتات اور جمادات کو بھی پہونچتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ خشکی اور تری میں لوگوں کے کرتوتوں کیوجہ سے فساد پھیل گیا تا کہ ان کو ان کے کئے ہوئے بعض کاموں کا مزہ چکھائیں۔ آج

ہمارے اوپر اچھے برے حالات جو پیش آرہے ہیں یہ سب ہمارے اعمال کیوجہ سے ہیں۔جب انسان گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرلیا تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جیسے جیسے گناہ کرتا ہے ویسے ویسے نقطوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اسکا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے اور اس پر خیر اور بھلائی کی کوئی بات ٹھہرتی ہی نہیں ہے۔

غفلت کا برا انجام

قوم فرعون کے برے انجام کو بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰی اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَاهُمْ يَنْكُثُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف:۱۳۶) پھر جب ہم ان پر سے عذاب کو، اتنی مدت تک ہٹا لیتے جس تک انہیں پہنچنا ہی تھا تو وہ ایک دم اپنے وعدے سے پھر جاتے ،نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے بدلہ لیا اور انہیں سمندر میں غرق کردیا کیوں کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا، اور ان سے بالکل بے پرواہو گئے تھے۔

قوم فرعون کی ہلاکت کے دوسبب یہاں بیان کئے گئے ہیں: تکذیب اور غفلت۔معلوم ہوا غفلت کا انجام دنیا ہی میں اللہ کے عذاب کا باعث ہوتا ہے۔ :غفلت کا دوسرا بدترین انجام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غفلت کے شکار لوگوں سے توفیق چھین لیتا ہے۔ارشاد باری ہے: اور ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بہت سے لوگ جہنم کے لیے پیدا کیے، ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنتے

نہیں، وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی بدتر ہیں، یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ (النحل:۱۰۶تا۱۰۹)

معلوم ہوا کہ غافل سے اللہ ناراض ہوکر قوت ادراک وشعور چھین لیتا ہے سنتا ہے، مگر عمل کی توفیق نہیں ہوتی دیکھتا ہے مگر عبرت حاصل نہیں کرتا اور یہ سب غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

غفلت انسان کو اللہ کی نشانیوں کی تکذیب پر امادہ کرتی ہے

حق سے غفلت کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حاصل نہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اور ان سے غافل رہے۔ (الاعراف:۱۴۶)

غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے

جہاں غفلت کی وجہ سے انسان دنیا میں بڑی بڑی سزاؤں سے دوچار ہوتا ہے وہیں عذاب جہنم کا بھی مستحق ہوجاتا ہے ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ، اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (یونس:۷) اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان کے کرتوتوں کے سبب۔ معلوم ہوا دنیا وآخرت میں اللہ کی پھٹکار کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب غفلت ہے۔

ہم کیوں پیدا کئے گئے

آدمی دنیا کے اندر ایک مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے مقصد اصلی انسان کی تخلیق کا یہی ہے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہماری جو مائیں اور بہنیں خلاف شرع کام کر رہی ہیں انکو کس طرح اس سے روکا جائے اور کیسے وہ دین کے ایک ایک حکم کو زندہ کرنے والی بن جائیں۔ اگر ہماری غفلت وکوتاہی کیوجہ سے ہمارے معاشرے اور کلچر میں برائیاں پھیل رہی ہیں۔ بے پردگی عام ہو رہی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا نہیں کیا جا رہا ہے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں بے توجہی برتی جا رہی ہے اور سنت کو پامال کیا جا رہا ہے تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم اللہ رب العزت کی گرفت سے بچ سکتے ہیں بلکہ ہم کو بھی یہ جواب دینا ہوگا کہ ہم نے کیوں خاموشی اختیار کی اور اللہ کی بندیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کیوں نہیں کی بہر حال جو کچھ کوتاہی اور سستی ہم سے ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ سے معذرت طلب کریں اور آئندہ یہ عہد کریں کہ خود بھی احکام شرع کی پابندی کریں گی اور اپنی ماؤں اور بہنوں کو اس کی دعوت دیں گی۔ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

والدین کی خدمت اور دعاؤں کی برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْکِلَاھُمَا فَلَاتَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا.

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے، بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا اسی طرح بطور فرض کے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا بھی حکم دیا اور ایک ہی جگہ نہیں بلکہ قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ چونکہ والدین ہی انسان کی ولادت کا سبب ظاہری ہیں اور بطور خاص والدہ

کو اپنی اولاد کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی واسطے والدہ کا مرتبہ بھی بمقابلہ والد کے زیادہ ہے ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں پھر دوبارہ سائل دریافت کیا اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں پھر دریافت کیا اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں جب چوتھی مرتبہ سائل نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ، والدہ کا مرتبہ بڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ والدہ خدمت کی زیادہ مستحق ہے اور والد ادب و تعظیم کے زیادہ حقدار ہیں فرمانبردار اولاد وہی ہے جو والدین کی خدمت اور اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھے اور کبھی کبھی والدین کو نافرمانی کر کے یا ترش کلامی سے ناراض نہ کرے تاکہ والدین دل سے دعائیں کریں کوئی بھی ماں یا باپ اولاد کے لئے کبھی برا نہیں چاہتے۔

دعاؤں کی برکت

حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے کہ کسی زمانہ میں تین لوگ کہیں جا رہے تھے رات ہوگئی اور بارش بھی ہونے لگی تو مجبوراً انہوں نے ایک غار میں پناہ لی ابھی کچھ دیر ہوئی تھی کہ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان کھسکی اور غار کے منہ پر آ لگی اور غار کا منہ بند ہوگیا، وہ بڑے حیران و پریشان کہ اتنی بڑی چٹان ہمارے کھسکانے سے کھسک نہیں سکتی اور کسی سے مدد ملنے کی بھی یہاں امید نہیں، چونکہ وہ خدا پرست تھے انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے زندگی کے ایسے عمل کے واسطے سے دعا کرے جسے خالص اللہ کے لئے کیا ہو، ان میں سے ایک دست بدعا ہوا: اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے والدین بوڑھے ہوگئے تھے اور میں بکریاں

چراتا اور ان کا دودھ دوہ کر سب سے پہلے انہیں کو پلاتا تھا ایک دن کی بات ہے کہ میں ان بکریوں کیلئے پتے کی تلاش میں کافی دور نکل گیا اور جب رات کو واپسی ہوئی تو دونوں سو چکے تھے میں نے بکریوں کا دودھ نکالا اور ان کے پاس لے کر پہونچا مگر وہ دونوں سو رہے تھے، اور مجھے یہ بات قطعاً گوارا نہ ہوئی کہ اپنے بوڑھے والدین سے پہلے خود دودھ پی لوں یا اپنے بچوں کو پلاؤں، ان کے پاس دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا کہ اب اٹھیں تب اٹھیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور میرے بچے قدموں پر بھوک کے مارے لوٹ رہے تھے (اور میں انہیں بہلاتا پھسلاتا رہا) اور وہ دونوں بیدار ہوئے پھر میں نے انہیں دودھ پیش کیا اور انہوں نے پیا اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کی آفت سے ہمیں نجات عطا فرما، چٹان تھوڑی سی کھسکی، مگر نکل سکنے کی صورت نہ بنی ایک دوسرے نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی مجھے اس سے بڑی محبت تھی میں اسے بہلانے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ کنارہ کش رہتی اور میرے ہاتھ نہ لگتی پھر ایسا ہوا کہ قحط سالی اور غربت نے اسے میرے پاس پہونچا ہی دیا میں نے ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط کے ساتھ دیں کہ مجھ سے تنہائی میں ملے اور کچھ رکاوٹ نہ ڈالے، خیر حسبِ وعدہ ملاقات ہوئی تو میں جب اپنا کام شروع کرنے چلا تو وہ دبی آواز سے بولی! ناحق پیکنگ توڑنا جائز نہیں، یہ سن کر مجھے جھٹکا لگا اور احساس گناہ دامن گیر ہوا اور میں اسے چھوڑ کر چلا آیا اور جو اشرفیاں اسے دی تھیں اسے بھی واپس نہ لیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کے ڈر سے آپ کی رضا کے واسطے کیا ہو تو اس مصیبت سے ہماری نجات فرما، دوبارہ پھر چٹان تھوڑی سی کھسکی مگر اب بھی نکلنے کے بقدر راستہ نہ ہوا اب تیسرے کی باری آئی اس نے یوں عرض کیا اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ ایک بار میں نے کچھ مزدور کئے اور اس میں سے ایک شخص مزدوری لئے بغیر

چلا گیا، تو میں نے اس کی مزدوری کے غلے کو کاشت میں لگا دیا اور پھر وہ ایک مدت کے بعد اپنی مزدوری مانگنے کے لئے آیا تو میں نے اس سے کہا یہ جو تمہارے سامنے اونٹ، بکریاں، اور غلام ہیں یہ سب تمہاری اجرت سے ہیں لے جایئے، اس نے کہا بندۂ خدا! مجھ سے مذاق نہ کیجئے، میں نے کہا ارے بھائی! میں مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ تمہارے ہی ہیں، خیر اس نے یہ ساری چیزیں لیں اور رخصت ہو گیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کی خوشنودی کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس پریشانی سے نجات مرحمت فرما، اب کی بار چٹان کھسکی تو نکلنے کا راستہ ہو گیا اور وہ تینوں خدا خدا کر کے چلتے بنے۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)

والدین کی اطاعت دارین میں سرخروئی کا ذریعہ

والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور نافرمانی کا بدلہ بسا اوقات دنیا ہی میں مل جاتا ہے جو اولاد اپنے والدین کی اطاعت شعار ہوتی ہے والدین اسکے لئے دل سے دعائیں کرتے ہیں اور دنیا ہی میں وہ خوشحال نظر آتا ہے اور جو شخص والدین کی نافرمانی کرے اسکا اخروی انجام جو بھی ہو بہر حال دنیا ہی میں اسکا وبال نظروں کے سامنے دیکھ لے گا مگر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اولاد کے نیک و بد ہونے میں والدین کی تربیت کا بھی کافی دخل ہے اگر والدین نے صحیح تربیت کی ہے تو اولاد یقیناً نیک اور صالح ہوگی اور اسکے لئے نیک نامی کا ذریعہ بنے گی جو والدین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافہ کا باعث بنے گی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کی وجہ سے اسکے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ایک تو صدقہ جاریہ ہے، دوسرے ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے

ایسی نیک اولاد جو والدین کیلئے دعائیں کرے، اس لئے والدین کی بھی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں۔ جب اولاد کی تعلیم وتربیت صحیح ہوگی تو والدین کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہونگی اور انکا دل خوش ہوگا اور اولاد اپنے والدین کی آنکھوں کے اشاروں پر چلے گی، اور والدین کی اطاعت وفرمانبرداری انسان کو جنت میں داخلے کا ذریعہ اورسبب بنے گی اور والدین کی نافرمانی دخول نار کا ذریعہ اورسبب ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کا اطاعت شعاری و فرمانبرداری کا جذبہ ہماری گھٹی میں پلادے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دعا سے بیماریوں کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات ،خواتین اسلام ،ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں بیماریوں سے علاج کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں سب سے پہلی سورت سورہ فاتحہ ہے جس کے ۱۴ر نام قاضی بیضاوی نے شمار کرائے ہیں ان میں ایک نام شفاء بھی ہے روحانی شفاء تو ہے ہی اس کے ذریعہ جسمانی شفاء بھی ملتی ہے اور سورۂ فاتحہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ التسلیم کی خصوصیت ہے کسی اور امت کو یہ سورہ نہیں ملی اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے یعنی سوال کرنیکا طریقہ اور ڈھنگ بھی سکھلایا گیا ہے کہ جب بڑے دربار میں

جاؤ تو کس طرح جاؤ اور گفتگو کا طریقہ کیا ہو اور کیسے سوال کیا جائے۔ اس سورت کے اندر اللہ رب العزت نے سب کچھ سکھلا دیا ہے۔

طبیب روحانی وجسمانی آقائے دوعالم ﷺ سے دونوں طریقوں یعنی علاج بالقرآن والدعاء اور علاج بالدواء منقول ہے۔ ذیل میں کتبِ احادیث وسیرت سے پہلے طریق علاج یعنی علاج بالقرآن والدعاء کے متعلق تحریر کیا جاتا ہے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے آپ کو معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور اپنا دستِ مبارک اپنے جسم نور پر پھیرتے، جس وقت اس مرض میں مبتلا ہوئے کہ جس میں رحلت ہوئی، میں معوذات پڑھ کر دم کرتی تھی جیسے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے، اور نبی کریم ﷺ کا دستِ مبارک (ان کے جسم پر) پھیرتی تھی۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جب اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو حضور سرورِ عالم ﷺ معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے تھے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس طرح تعویذ (دم) فرماتے تھے۔ اُعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَاُمَّۃٍ۔ میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی سے ہر نظر لگا دینے والی آنکھ کی برائی سے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام انہی کلمات کے ساتھ اسمٰعیل واسحٰق علیہما السلام کو تعویذ دیا کرتے تھے (یعنی دم فرمایا کرتے تھے)۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت کوئی شخص اپنے جسم میں کسی چیز کی شکایت کرتا، تو حضور نبی کریم ﷺ (اس پھوڑے، زخم یا درد کی طرف) اپنی

انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اور پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سُقِمْنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ۔ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں یہ بیماری زمین کی مٹی، ہمارے بعض کے لعاب کے ساتھ ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دی جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے درد کی شکایت کی جو وہ اپنے جسم میں پاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے جسم میں درد کی جگہ پر رکھ پھر تین مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر سات دفعہ یہ کلمات کہہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ ۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی عزت وقدرت کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے میری تکلیف دور فرمادی۔ (مسلم شریف)

ہر بیماری کے لئے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار پڑ جائے تو چاہیے کہ وہ یوں پڑھے۔ رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمْ رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ وَاَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَآءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ اے ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ کہ آسمانوں میں تیرا اسم پاک ہے تیرا حکم آسمان وزمین میں ہے جس طرح تیری رحمت آسمانوں میں ہے ایسے ہی اپنی رحمت زمین پر فرمادے ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادے تو پاکیزوں کا

پروردگار ہے، اپنی رحمت نازل فرما اور اپنی شفاء اس بیماری پر نازل فرما، تو وہ شفایاب ہوجاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

بخار و درد میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو ہر قسم کے بخار اور دردوں میں سکھلاتے تھے کہ یہ پڑھیں - بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ. (ترمذی شریف) اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ برتر کے اسم گرامی کے ساتھ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اسمِ عظیم کے ساتھ میں چاہتا ہوں، ہر جوش مارنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے۔

سورۂ یٰسین کے فضائل میں آتا ہے کہ جب کسی کی جانکنی کا وقت آجائے تو اس کے پاس سورہ یٰسین کی تلاوت کرنے کیوجہ سے سکرات کی تکلیف میں تخفیف ہوجاتی ہے اسلئے اپنے مردوں کے پاس سورہ یٰسین کی کثرت سے تلاوت کرنی چاہیے اسی طرح جس آدمی کو چیچک کا مرض ہو اسکو سورۂ رحمٰن ایک دھاگے پر پڑھکر گلے میں ڈالدیا جائے تو چیچک سے چھٹکارا مل جائیگا اور اگر بچھو نے ڈنک ماردیا ہو تو سورۂ شعراء کی آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ پڑھکر اس جگہ پر ہاتھ پھیرتے رہیں تو ڈنک کی تکلیف سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔

بعض صحابۂ کرام بھی قرآن وحدیث سے جسمانی علاج بھی کیا کرتے ایک دفعہ بعض صحابہ کہیں جارہے تھے وہاں کا جو بادشاہ تھا اسکے لڑکے کو سانپ نے کاٹ لیا۔ بادشاہ صحابہ کرام کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی جھاڑ پھونک کرنیوالا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں اور چند بکریاں دینے کی شرط پر سورہ

فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا اور بادشاہ کا لڑکا ٹھیک ہو گیا بادشاہ بہت خوش ہوا اور شرط کے مطابق اس نے بکریاں دیں۔ جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور واقعہ بیان فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس میں سے کچھ میرے لئے بھی لائے ہو اس سے پتہ چلا جھاڑ پھونک پر پیسہ لینا جائز ہے۔ البتہ اسی کو پیشہ بنالینا اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

شکر کی حقیقت اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! آج کی اس محفل میں جہاں دور دراز سے ہماری مائیں اور بہنیں تشریف لائی ہوئی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شکر کی حقیقت اور فضیلت کے تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کردی جائیں، درحقیقت شکر اللہ رب العزت کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس آدمی کو چار خصلتیں دی گئیں، اس کو دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں عطا کردی گئیں، اس میں سے ایک شکر گذار دل ہے، دوسرے ذکر کرنیوالی زبان، تیسرے بلاؤں پر صبر کرنیوالا جسم، چوتھے ایسی بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے

مال میں خیانت نہ کرے۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ چاروں خصلتیں دے دی گئیں۔شکر کی حقیقت ،شکر کا مقام ،علم، حال اور عمل سے ترتیب پاتا ہے، ان تینوں میں اصل علم ہے، علم سے حال اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے۔(۱) انسان کو یہ علم ہونا چاہیے کہ تمام نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے، وہی منعم حقیقی ہے درمیان کے تمام واسطے اس کے قبضۂ قدرت اور دست تسخیر میں ہیں۔(۲) حال کا مطلب یہ ہے کہ خشوع، خضوع اور عجز وتواضع کی ہیئت کے ساتھ منعم حقیقی سے خوش ہونا، یہ حال بھی شکر ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ خوشی صرف منعم سے ہو، نہ نعمت سے ہو اور نہ انعام سے ہو۔(۳) تیسری چیز عمل ہے، یہ عمل دل، زبان اور اعضاء تینوں سے متعلق ہے، دل سے شکر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خیر کا قصد کرلے، اور تمام مخلوق کے لئے خیر کا جذبہ پوشیدہ رکھے، زبان سے شکر کا مطلب یہ ہے کہ ان تحمیدات کے ذریعہ جو شکر پر دلالت کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرے، اور اعضاء کے ذریعہ شکر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اس کی اطاعت میں استعمال کرے، اور ان سے ترک معصیت میں مدد لے، چنانچہ آنکھوں کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ہر وہ عیب جس پر نگاہ پڑجائے اس کو چھپائے، نیز آنکھوں کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ہر وہ عیب جس پر نگاہ پڑجائے اس کو چھپائے، نیز آنکھوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھے، کانوں کا شکر یہ ہے کہ مسلمانوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرے، جو سماعت کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، اگر اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے۔

شکر کی فضیلت ایک طرف قرآن کریم نے ذکر کی یہ تعریف کی ہے ”ولذکر اللہ اکبر“ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تو دوسری طرف شکر کو یہ اعزاز بخشا

ہے کہ اسے ذکر کے پہلو بہ پہلو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ کہ مجھ کو یاد کرو، میں تم کو یاد رکھوں گا، اور میری نعمت کی شکر گزاری کرو، اور میری ناسپاسی نہ کرو۔

دوسری جگہ اعلان فرمایا کہ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ" آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلانِ عام فرمادیا ہے اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا، کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا، اور اپنے اعمال وافعال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اور زیادہ کردوں گا، یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے، اور ان کے بقاء ودوام میں بھی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادتی سے محروم نہ ہوگا۔ آگے اس آیت میں ارشاد ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بھی سخت ہے ناشکری کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں صرف کرلے یا اس کے فرائض و واجبات کی ادائیگی میں سستی کرے، اور کفران نعمت کا عذاب شدید دنیا میں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے یا ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرسکتے ہیں؟ اسلئے کہ اپنے اختیار سے جس قدر اعمال ہم انجام دیتے ہیں وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، چنانچہ ہمارے اعضاء ہماری قدرت، ارادہ، داعیہ اور وہ تمام امور جو ہماری حرکت کے اسباب ہیں، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، بھلا ہم اس کی نعمت سے اس کی نعمت کا شکر کس طرح ادا کرسکتے ہیں؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اشکال حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا، اور دونوں پیغمبروں نے باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا تھا کہ ہم تیرا شکر کیسے ادا کریں؟ کیونکہ جب بھی تیرا شکرادا کریں گے تیری نعمتوں سے کریں گے ہمارا شکر تیری دوسری نعمت ہے، اس پر بھی شکر ادا کرنا واجب ہے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اگرتم نے یہ جان لیا کہ یہ نعمت میں نے عطا کی ہے تو بس! میں اتنی سی بات سے بھی خوش ہو جاؤں گا۔حدیث مذکور میں شکر کو قلب کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ دل ہی تمام اعضاء کا سردار ہے اگر دل شکر گزاری کے جذبہ سے لبریز ہوگا تو زبان خود بخود منعم حقیقی کی ثنا خوانی میں مشغول ہو جائے گی، اور دیگر اعضاء بھی اللہ تبارک کی فرمانبرداری میں مشغول ہو جائیں گے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ کسی بھی حال کو اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھیں، بلکہ اس بات کا یقین اپنے دل میں جمائے رکھے کہ یہ تمام نعمتیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حاصل ہوئی ہیں، اوران نعمتوں پر دل، زبان اور عمل سے شکر ادا کرے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شُکَّارًا.

انسان کی تخلیق کا مقصد

ایک حدیث میں آتا ہے۔ اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ شکر گذار کھانے والا صبر کرنیوالے روزے دار کی طرح ہے مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نعمت اللہ کی بطور غذا کے استعمال کر رہا ہے اس پر بجائے جزع وفزع اور ناقدری کرنے کے اللہ کا شکر ادا کرے تو باوجودیکہ روزہ نہیں ہے لیکن صرف شکر گذاری کیوجہ سے اس کو وہ ثواب ملے گا جو روزے دار کو بھوک پیاس پر صبر کرنیکی وجہ سے ملتا ہے لیکن اس سے

مراد نفلی روزہ ہے نہ کہ رمضان کے روزے اگر کوئی شخص رمضان کے روزے ترک کرتا ہے تو اس کیلئے بڑی سخت وعیدیں حدیث میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور زندگی گذارنے کیلئے سارے اسباب مہیا کئے اسکا تقاضہ ہے کہ انسان کا کوئی لمحہ بھی شکر خداوندی سے خالی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد یوں بیان فرمایا۔ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنِ میں نے انسان وجنات کو محض اسلئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں دنیا کا سارا نظام جو چل رہا ہے وہ صرف اسی لئے کہ انسان ان سب چیزوں سے فائدہ حاصل کرے اور اللہ کے شکر گذاری کے طور پر اسکی عبادت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ابرو باد ومہ وخورشید وفلک در کاراند
تاتو نان بکف آری وبغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرما نبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

ترجمہ:۔ بادل، ہوا، چاند، سورج، آسمان سب اپنے اپنے کام میں لگے ہیں، تا کہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ، سب چیزیں ہی تمہارے واسطے پریشان ہیں اور مطیع وفرماں بردار ہیں کبھی بھی اللہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی ہیں جس چیز پر اللہ نے لگا دیا اسی میں لگے ہوئے ہیں، اب یہ انصاف کی بات نہیں کہ ہم اللہ کی فرماں برداری نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ شکرادا کرو کیونکہ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

مسجد اور امام کا مقام بہت بلند ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔نماز قائم کرو یعنی ہر جگہ اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں دیا گیا ہے اور اقامت صلوٰۃ کیلئے مسجد کا قیام اور امام و موذن کا تقرر بھی ضروری ہے اس لئے مسجد اور اس میں خدمت انجام دینے والے امام و موذن اور دیگر کارندے بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور انکی عزت و توقیر عوام کے ذمہ ضروری اور لازم ہے اور امامت کی ذمہ داری دراصل خلیفہ وقت یا اس کے نائب کی ہے نبی کریم ﷺ اپنے دور میں صحابہ کرام کو نماز

پڑھایا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام کے بعد خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پنج وقتہ نماز پڑھاتے تھے پھر خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے بعد خلیفہ ثالث عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے اسی طرح جہاں بھی مسلمان خلیفہ تھے وہی نماز بھی پڑھایا کرتے تھے اور دوسری مسجدوں میں خلیفہ کے مقرر کردہ امام نماز پڑھایا کرتے تھے اس لئے اس دور میں اماموں کا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہوا کرتا تھا عوام میں بھی انکی بڑی قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اب جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے لوگوں میں دین سے دوری ہوتی جارہی ہے اور دن بدن غفلت وسستی پروان چڑھ رہی ہے نہ مسجد کا احترام نہ امام کی قدر ومنزلت کا خیال۔

جناب مولانا خرم مراد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ مسلم معاشرہ میں امام مسجد کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے، عام آدمی کی نظر میں اس کی حیثیت ایک عالم دین کی ہوتی ہے یہ ایک بہت بلند مقام ہے حدیث رسولؐ کے مطابق علماء درحقیقت انبیاء کے وارث ہیں، لہٰذا امامت کا فریضہ اپنے مرتبہ ومقام کے لحاظ سے خدا کی کسی بڑی نعمت سے کم نہیں اور جسے وہ اپنی مشیت سے اس منصب کے لیے منتخب کرلے فی الواقع اسے ایک بڑی نعمت حاصل ہوگئی، اس پر جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے، اس لیے کہ اس کے پاس وہ علم ہے، جو انبیائے کرام لیکر آئے، وہ انبیاء کا وارث ہے اور اسے لوگوں کی امامت ورہنمائی اور تزکیہ وتربیت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

یہ محض ہماری کم نصیبی ہے کہ موجودہ عہد میں مسجد کی امامت ہمارے معاشرے میں ایک رسم بن کررہ گی ہے، گویا یہ صرف دو رکعت کی امامت ہے، جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے عملا ایک امام اس مصلے پر کھڑا ہوتا ہے، جس پر سید الانبیاء

ﷺ کھڑے ہوتے تھے، یوں تو تمام ائمہ آپ ﷺ کے وارث اور نائب ہیں، اسلئے ائمہ کو آج پھر وہی فرائض انجام دینے ہیں، جو آپ ﷺ نے انجام دیے۔

یہ بھی ہماری بدنصیبی ہے کہ ہمارے معاشرے میں مسجد کو وہ مقام حاصل نہیں رہا، جو مسجد نبوی کو حاصل تھا۔ نہ ائمہ ہی کو وہ مقام حاصل ہے، جو انہیں حاصل ہونا چاہیے، آج مسجد محض ایک عبادت گاہ بن کر رہ گئی ہے جہاں نمازی حضرات رسماً عبادت کے لیے آتے ہیں، اب اس بات کا شعور نہیں رہا کہ مسجد صرف ایک عبادت گاہ نہیں ہے بلکہ اسلامی بستی کے مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اور امام محض امام مسجد نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ اس بستی کا قائد اور فکری رہنما ہے، مسجد تو امت کی زندگی کا مرکز ہے۔ اذان ونماز کے ذریعے ایک مسلمان کے ایمان وعہد بندگی کو تازہ کرنے اور اطاعت کی مشق دن میں پانچ مرتبہ کروائی جاتی ہے۔ اخوت، مساوات اور ہمدردی وغم خواری کا سبق سکھایا جاتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں سے بے تعلق نہیں رہ سکتا کہ ان کے دکھ درد میں شریک نہ ہو اور ان کے دکھ نہ بانٹے۔

مسجد مرکز دعوت وارشاد ہے۔ اس لیے کہ یہاں احکام الٰہی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ مسجد تعلیم وتربیت کا مرکز ہے۔ مدرسہ واسکول ہے اور لائبریری یا مطالعہ گاہ ہے، سیاسی مرکز ہے، جہاں قائدین وعوام اپنے مسائل باہم مشاورت سے حل کرتے ہیں، بیت المال ہے کہ زکوٰۃ وغیرہ جمع وتقسیم کی جاتی ہے اور حاجت مندوں کی کفالت کی جاتی ہے، مسجد عدالت ہے کے جھگڑے نپٹائے جاتے ہیں اور فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یہ مرکز ثقافت (community centre) جہاں شادی بیاہ اور مختلف مواقع پر تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ آج نہ ہم مسجد یا امام کے مقام سے صحیح طرح آگاہ ہیں اور نہ امام مسجد ہی اپنے منصب ومقام اور تقاضوں کو جانتا ہے۔ ؎

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی

مسجد صرف نماز پڑھنے کیلئے نہیں

حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی اور اس کیلئے سہل و سہیل دو یتیم بچوں کی زمین خریدی گئی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ صحابہ کرام اپنے کاندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور مسجد تعمیر کرتے خود حضور کونین ﷺ بھی اس تعمیر میں برابر کے شریک تھے۔ کیسے طوبا برکت لوگ تھے۔ جو اس مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ اب قیامت تک آسمان وزمین ایسے مقدس و بابرکت ہستیوں کو دیکھنے کیلئے ترسیں گے نبی کریم ﷺ نے جس مسجد کی بنیاد رکھی ہو اور صحابہ کرام جس کی تعمیر فرمارہے ہوں اسکی برکت کے کیا کہنے آج اسکو ہم مسجد نبوی کے نام سے جانتے ہیں جو پہلے کے مقابلہ میں آج کئی گنا بڑی ہے نبی کریم ﷺ کے دور مسعود میں مسجد نبوی کو مرکزیت حاصل تھی جہاں سینکڑوں امور انجام پاتے تھے، وہیں سے مختلف محاذوں پر فوجیوں کو روانہ کیا جاتا تھا، فقراء مساکین کو اور مجاہدین کو اموال تقسیم کئے جاتے تھے، باہر سے آنے والے مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا جاتا، ضرورت پڑنے پر مریضوں اور زخمیوں کیلئے کیمپ بھی لگتا تھا، قیدیوں کو بھی ٹھہرایا جاتا، گورنر اور حکام کو بھی روانہ کیا جاتا، اجتماعات اور پروگرام بھی منعقد ہوتے تھے۔ غرضیکہ بہت اہم امور مسجد نبوی میں انجام پاتے تھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

گانے سننے کی بھیانک سزاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَالْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

میری بزرگ معلمات اور پیاری طالبات، خواتین اسلام! آج میری تقریر کا موضوع ہے۔"گانے سننے کی بھیانک سزاء" اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنی ہے۔سب سے پہلے اس آیت کا شان نزول عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔درمنثور کی ایک روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کا ایک تاجر نضر بن حارث ایک گانے والی لونڈی لایا کرتا تھا اور جولوگ قرآن کریم سننے تھے اس لونڈی کے ذریعہ لوگوں کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، جان دو، وغیرہ وغیرہ جس میں پریشانی ہی پریشانی ہے تم سب میرے پاس آؤ گانا سنو اور عیش طرب مناؤ۔اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: اُولٰٓئِکَ لَهُمْ

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ان لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے اور ذلت کا عذاب جہنم میں جلنا ہے۔ بڑی سخت وعید ہے ایسے لوگوں کیلئے جو گانا سنتے ہیں یا دوسروں کو سناتے ہیں حدیث میں بھی بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

گانے پر وعید

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی گانے والی کے پاس گانا سننے کے لیے بیٹھا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کے کان کو گرم پگھلے ہوئے رانگے سے بھر دے گا۔ (کنز العمال۔حدیث نمبر:۴۰۶۶۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ایک جماعت کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر کی شکل میں کر دیا جائے گا جبکہ ایک جماعت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ایک جماعت پر سخت تیز وتند ہوا بھیج کر ہلاک کیا جائے گا، اس لیے کہ وہ شراب پئیں گے، ریشم پہنیں گے گانے والی عورتوں کے دلدادہ ہوں گے اور گانے باجے والے ہوں گے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی وابو شیخ فی الفتن، کنز العمال۔حدیث نمبر:۴۰۶۷۷)

مذکورہ حدیث سے گانا باجا اور دیگر لغویات کی تباہ کاریوں کا پتہ چل رہا ہے لیکن فی زمانہ گانا باجا اور میوزک سن کر لوگ اپنے دل ودماغ کو سکون پہچانے کی کوشش کر رہے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ گانا باجا سخت ترین عذاب کا سبب بننے والا ہے۔حضور نے ناچنے گانے والی عورتوں سے بچنے کا حکم فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے والی اور نوحہ کرنے والی عورتوں سے منع فرمایا (ان سے دور رہنے کو فرمایا) اور ان کی خرید وفروخت اور ان کی تجارت سے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ ان کی کمائی حرام ہے۔ (کنز العمال حدیث نمبر:۴۰۶۸۸)

حضور ﷺ نے ناچنے گانے والی عورتوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔لیکن آج کل ان بے حیا عورتوں، ہیروئنوں کی تصویریں مسلمانوں کی دکانوں، مکانوں، موبائل فون، ٹی شرٹ میں جگہ جگہ فروخت ہوتے دیکھنے کو مل رہی ہیں، اکثر مسلم لڑکیاں انہی کو اپنا آئیڈیل اور رہنما مان کر انہی کے طریقے، وضع قطع اور لباس اپنا رہی ہیں، یہ ناچنے گانے والیاں تو جہنم میں جائیں گی بھلا ان کے پیچھے چلنے والی کیسے جنت جائیں گی؟

ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے گانے باجے کے آلات توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور میرے رب عزو جل نے قسم کھائی ہے کہ میرا جو بندہ دنیا میں شراب پیئے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کھولتا ہوا پانی پلائے گا چاہے اسے عذاب دیا جائے یا بخش دیا جائے پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گانے والے مرد اور عورت کی کمائی حرام ہے، زانیہ کی کمائی حرام اور ناپاک ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اس بندے کو جنت میں داخل نہ کرے جو حرام آمدنی سے پلا بڑھا ہو۔ (کنز العمال۔ حدیث نمبر ۴۰۸۶۹)

بڑی شرم کی بات ہے کہ جس نبی کی بعثت آلات موسیقی توڑنے کی لیے ہوئی تھی اس کی امت ناچ گانا دیکھنے اور سننے میں مصروف ہے، بلکہ بڑی تعداد میں فلمی گانے اور فلموں کی سی ڈی کی دکانیں مسلمانوں نے کھول رکھی ہیں، مسلمانوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اس ذریعہ سے کمائی ہوئی دولت خالص حرام ہے اور حرام کھا کر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا ہے۔

ناچ گانے کے شوقین پر عذاب آئے گا

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا کچھ لوگوں کو مسخ کر دیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو پتھر کی بارش کے ذریعہ ہلاک کر دیا جائے گا، صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کس وجہ سے ہوگا؟ فرمایا ناچنے گانے والی عورتوں کو اختیار کرنے اور شراب پینے کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ (کنزالعمال۔حدیث نمبر: ۴۰۶۹۰)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پازیب کی آواز کو اسی طرح سخت ناپسند رکھتا ہے جس طرح گانے باجے کی آواز کو ناپسند رکھتا ہے پھر فرمایا، آواز کرنے والی پازیب (پایل) ملعون عورت کے علاوہ کوئی نہیں پہنتی ہے۔

(مسند فردوس للدیلمی، کنزالعمال۔حدیث نمبر: ۴۵۰۷۱)

ہلاکت کے چھ اسباب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت چھ چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لے گی تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ (۱) آپس میں لعن طعن کریں گے۔ (۲) شراب پئیں گے۔ (۳) ریشم پہنیں گے۔ (۴) ناچنے گانے والی عورتوں کو اختیار کریں گے۔ (۵) مرد مردوں سے۔ (۶) عورت عورتوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کریں گی۔

(المعجم الاوسط للطبرانی۔حدیث نمبر: ۱۰۶۰)

یہ ساری برائیاں سماج اور معاشرے میں پائی جارہی ہیں، اس لیے بہت ممکن ہے کہ اللہ کا عذاب زلزلہ، سیلاب، طوفان، قحط یا کسی اور شکل میں آن پڑے اس لیے فوری طور پر لوگوں کو ان گناہوں سے توبہ کرلینی چاہیے۔

مسلمان گانے باجے کی آواز سے بھی پرہیز کریں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (راستہ چلتے ہوئے ایک جگہ) گانا باجا کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلی ڈال لی اور راستے کے ایک طرف ہولیے پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ کہا نہیں کچھ بھی تو نہیں۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انگلیوں کو کان کے سوراخوں سے ہٹالیا اور فرمایا، ایک مرتبہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے بھی اسی کی طرح آواز سنی تو ایسا ہی کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (سنن ابوداؤد۔ حدیث نمبر: ۴۹۲۶)

مسلمان مرد وعورت کو بھی چاہیے کہ حضور اور صحابہ کی پیروی کریں، اپنے کانوں میں میوزک اور گانے کی آواز جانے نہ دیں، یہی حضور کی سچی غلامی اور محبت کی علامت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ڈھول بجانے چنگ ورباب اور بانسری بجانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ کھیل کود سے میرا کوئی کام نہیں۔ (الادب المفرد للبخاری) یعنی گانا باجا، آلات موسیقی اور غیر ضروری کھیل کود کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں ہے۔

ان حدیثوں سے ہمیں یہ نتائج ملے کہ گانا باجا دل میں نفاق کو پروان چڑھاتا ہے۔ بندے کو رب کی رحمتوں سے دور کرتا ہے۔ گانا سننے والے دنیا وآخرت میں اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں۔ جنت سے محرومی اور جہنم میں یہ داخلے کا سبب ہے، تو کیا

ہم یہ سب جان کر بھی اس گناہ سے نہیں بچیں گے؟ کیا یہ حدیثیں ہمارے فکر و نظر کے دریچے کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ یقیناً اللہ سے ڈرنے والے اور آخرت کے دن اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے معاملات کا حساب دینے کی فکر کرنے والوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ وعیدیں کافی ہیں، امید ہے کہ انہیں سن کر سچے پکے اور اچھے مسلمان ضرور اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔

یٰۤاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے جس کے ایندھن ہونگے انسان اور پتھر۔ آج امت مسلمہ کے نونہال بچے اور بچیاں گانا بجانا سن کر گمراہی کے عمیق غار میں جا رہے ہیں۔ موبائیل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں میں مسلمانوں کو ان کے مقصد اصلی سے ہٹا دیا اور گانے بجانے میں لگ کر رہ گئے جبکہ حدیث میں فرمایا گیا: اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ گھنٹی شیطان کی بانسریاں ہیں۔ اللہ حفاظت فرمائے امت مسلمہ کی گانے بجانے کے آلات سے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پردے کا اہتمام اور اسکا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے ''پردے کا اہتمام اور اسکا مقام'' خواتین کیلئے شریعت نے پردے کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے جب لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھے تو اس کیلئے غیر محرم رشتہ داروں سے بھی حجاب ضروری ہے۔

جس طرح مردوں کیلئے عورتوں سے حجاب اور پردہ ضروری ہے اسی طرح عورتوں کا بھی غیر محرم مردوں سے پردہ ضروری ہے عام طور پر جو برائیاں رونما ہوتی ہیں اس کی ایک بڑی وجہ مرد وزن کا اختلاط اور بے پردگی ہے، جبکہ شریعت نے مسلم

عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے بھی پردے کو ضروری قرار دیا ہے پھر غیر مسلم مردوں اور اجنبیوں سے کس قدر احتیاط ضروری ہے۔

عورتیں گھروں کو لازم پکڑیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر محمد عربی ﷺ کی امتی ہونے کا شرف بخشا، اللہ نے ہمیں مسلمان بنا کر آپ ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور ہم کو اسلام کے ماننے والوں میں سے بنایا اور پھر ہم کو اچھے برے کی تمیز سکھائی، حلال وحرام کے درمیان فرق بتایا، اور گندے اعمال واخلاق سے محفوظ رکھا، یہ اس کا ہمارے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو جہاں اور دوسری باتوں کی تاکید فرمائی ہے، وہیں پر یہ بھی بتایا ہے کہ عورتیں پردہ میں رہا کریں، اگر کبھی باہر نکلنے کے ضرورت پیش آجائے تو باپردہ ہو کر نکلیں، کیوں کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کو بہکانا شروع کر دیتا ہے اس لئے عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکمل طور پر پردہ میں رہیں۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جو عورت بے پردہ رہتی ہے اس کو جنت کی خوشبو تک نہیں ملتی اور اس کو جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا، مگر آج کل کی عورتیں بالخصوص شہر کی لڑکیاں بے پردگی میں اتنی آگے بڑھی ہوئی ہیں کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا، یہی نہیں بلکہ بے پردہ رہنا دیہات اور قصبوں میں بھی عام ہو چکا ہے، خاص طور سے نئی عمر کی لڑکیاں ایسی پوشاک پہنتی ہیں جس سے جسم کی ساخت اور اس کا ہر عضو کھلا ہوا نظر آتا ہے، جسے دیکھ کر انسان تو انسان شیطان بھی شرما جاتا ہے۔ جب کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت ستر ہے جس طرح آدمی ستر (شرمگاہ) کو چھپاتا ہے

اسی طرح عورت کو بھی اپنے آپ کو غیروں سے چھپا کر رکھنا چاہیے۔ آج کل ہماری مائیں، بہنیں، اور ہماری سہیلیاں اس طرح عریانیت کے ساتھ بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں ایسا لگتا ہے کہ انہیں دین و مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے کھلے لفظوں میں فرما دیا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى اورتم اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو، اور زمانۂ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت پھرو۔

اس آیت میں پردہ کرنے کی مکمل ہدایت کی گئی ہے، انسانی معاشرہ اور کلچر کے لئے ضروری ہے کہ عورت کی عفت وعصمت کا خاص خیال کیا جائے، جس کے لئے پردہ بہترین نظم ہے، جب تک عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت کا انتظام نہ ہو، معاشرہ اور سماج ہرگز ترقی نہیں کرسکتا، گویا کہ معاشرہ کی ترقی کا انحصار عورتوں کی عصمت و پاکدامنی پر ہے اس لئے ضروری ہے کہ پردہ کے سلسلہ میں ہمارے علماء حضرات خاص توجہ دیں تاکہ ہمارے مسلم معاشرے میں پردہ جیسی اہم چیز پر عمل درآمد ہو۔ پردہ کی اہمیت کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (جو ایک نابینا صحابی تھے) تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ پردہ میں ہو جاؤ، تو آپ کی ازواج مطہرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو نابینا ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم بھی اندھی ہو؟ تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں پردہ کا کیا مقام ومرتبہ ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہمارے گھروں میں پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العلمین۔

غیر محرم رشتہ دار سے پردہ بہت ضروری

بہت سی خواتین ایسی ہیں جو دین دار سمجھی جاتی ہیں اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہوتی ہیں مگر پردے کے معاملہ میں آزاد ہوتی ہیں اور غیر مردوں سے ملاقات کرنے ان سے گفتگو کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتی ہیں اور اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتی ہیں بلکہ ہنسی مذاق تک سے بھی گریز نہیں کرتی ہیں خصوصا بھاوج اور دیور اور سالیوں کے درمیان ہنسی مذاق ایک معمولی سی بات ہے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا دیور موت ہے موت یعنی اس سے پردہ تو بہت ہی ضروری ہے ۔عموماً عورتیں دیوروں سے پردہ نہیں کرتیں اور اسکو کوئی عیب تصور نہیں کرتیں جبکہ یہی چیز بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے، اسی طرح چچازاد بھائیوں خالہ زاد بھائیوں پھوپھی زاد بھائیوں سے بھی بہت کم لڑکیاں پردہ کرتی ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اجنبیوں کے مقابلہ میں ان غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے اسلئے کہ رشتہ داری کیوجہ سے نزدیکی رہتی ہے اور بسا اوقات گھر بھی ایک ساتھ یا قریب قریب ہوتے ہیں جس سے مزید فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے اور آج کا زمانہ تو فتنوں کا زمانہ ہے، کسی پر بھروسہ واعتماد نہیں اسلئے پردے کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خواتین کیلئے پردہ مزید اہمیت کا باعث بن جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت عمر بن عبد العزیز کیسے خلیفہ بنائے گئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا یَخْشَ اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! علماء امت نے ہر دور میں رسول کا حق ادا کیا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلُ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں جس طرح نبی اپنی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے اسی طرح ہر عالم بھی اپنی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ قوم کی اصلاح کرنا اور ان کے اندر سے ضلالت و گمراہی کو ختم کرنا علماء کی ذمہ داری ہے

تاریخ کے نازک موڑ پر جب کہ حکومت کی باگ ڈور دنیا داروں کے ہاتھ میں تھی علماء کرام نے بلا خوف وخطر دین کی خدمت کی اور کبھی بھی ارباب حکومت سے مرعوب نہیں ہوئے اور دین کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

اس امت پر محدثین کے احسانات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، محدثین نے حدیث کو محفوظ کرنے کے لیے کتنی قربانیاں دیں، اپنے ایمان اور حدیث کے ذخیرے کی حفاظت کے لیے زہد کی زندگی کیسے بسر کی، حکمرانوں کو کس طرح وقتاً فوقتاً تنبیہ کرتے رہے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی، حکمرانوں کی سعادت مندی تھی کہ انھوں نے علماء کی تنبیہات کا احترام کیا اور احادیث میں کسی الحاق، اضافے، ترمیم کی ریاستی سرپرستی نہ کی، نہ صرف سرپرستی نہ کی بلکہ ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے ان چند علماء سو کے حدیث میں الحاقات کو حقارت سے رد کردیا، جو وہ حکمرانوں کی خوشنودی کے لیے بخوشی کرتے تھے، حکمراں کو خوش کر کے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے والے عناصر کی سرپرستی ان حکمرانوں نے کبھی نہیں کی جنھیں ہم نفس پرست کہتے ہیں؛ لیکن آج کل معاملہ برعکس ہے۔

بہت سے ایسے بھی دین کے دشمن اور بظاہر مسلمان حدیثیں وضع کیا کرتے تھے اور اسلام کو سخت نقصان پہونچاتے تھے۔ جب ان کو گرفتار کیا گیا اور پھانسی کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے کہ ہم کو پھانسی دینے سے کیا فائدہ ہے ہم نے کئی سو حدیثیں گڑھ کر پیش کردی اور لوگوں میں پھیل گئی ہیں تو بادشاہ وقت نے کہا کہ ہمارے امام شعبہ جیسے محدث موجود ہیں جو دودھ اور پانی کو بھی الگ کردیں گے اور تیری ایک ایک حدیث کو چھانٹ کر ردی کی ٹوکری میں ڈالدیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ واضعین حدیث احادیث گڑھ کر چلے جائیں اور لوگوں کو پتہ نہ چلے۔ اللہ رب العزت نے تو ایسے لوگوں کو پیدا فرمادیا کہ

ایک مرتبہ سن کر ہی بتا دیا کرتے کہ رسول اللہ کا کلام نہیں بلکہ غیروں کا کلام ہے اس طرح صحیح اور غیر صحیح ہر قسم کی حدیث کو الگ الگ کر کے کتابوں میں درج کر دی گئیں اور دشمنان اسلام کی ہزار کوششوں کے باوجود الحمد للہ اسلام صحیح شکل میں آج بھی موجود ہے۔ ظاہر بات ہے جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لے رکھی ہو اس میں کتر بیونت کیسے ہو سکتی۔ کسی شاعر نے کہا۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

محدث حضرت رجاء بن حیوہ کا امت پر احسان

حضرت رجاء بن حیوہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی یہ فیضان تھا اور احسان کہ خلاف امید حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا خلیفہ بنو امیہ کی مسند پر بیٹھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے علماء کبھی حالات سے غافل نہ رہے اس مسند نشینی کا واقعہ جو نہایت مؤثر ہے اور جس سے ہمارے قول کی مزید تائید ہوتی ہے، یہ کہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے پہلے ایک وصیت نامہ کے ذریعے سے اپنے نابالغ لڑکے ایوب کو ولی عہد بنانا چاہا تھا، لیکن رجاء بن حیوہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ خلیفہ کا قابل یادگار کارنامہ یہ ہے کہ وہ ایک صالح شخص کو اپنا جانشین بنائے۔ چنانچہ دو ایک روز کے بعد اس نے اس وصیت نامہ کو چاک کر دیا اور محدث رجاء بن الحیوۃ سے داؤد بن سلیمان کے متعلق رائے دریافت کی، داؤد اس وقت قسطنطنیہ میں تھے، رجاء نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ اس وقت زندہ ہیں کہ مر گئے؟ پھر خلیفہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو رجاء نے کہا کہ وہ نہایت برگزیدہ مسلمان ہیں، سلیمان نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن اگر میں ان کو خلیفہ مقرر کر دوں اور عبد

الملک کی اولاد کا بالکل لحاظ نہ رکھوں تو ایک فتنہ کھڑا ہوگا اور جب تک میں ان میں سے کسی کو ان کے بعد ولی عہد نہ بنالوں، لوگ ان کی خلافت تسلیم نہ کریں گے، اس لیے یزید بن عبد الملک کو ان کے بعد ولی عہد بناتا ہوں، رجاء نے بھی اس سے اتفاق کیا، چنانچہ سلیمان نے عہد نامہ خلافت لکھا اور رجاء بن حیوہ نے نہایت حزم واحتیاط کیساتھ گمنام طریقہ پر بیعت کی تکمیل کی، معاہدہ بیعت کے مکمل ہوجانے پر وصیت نامہ کا مضمون پڑھ کر سنایا، تو ہشام بن عبد الملک نے مخالفت کی لیکن رجاء بن حیوہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر کھڑا کردیا، اس محدث کی اس جرأت نے دنیائے اسلام میں جو انقلاب پیدا کیا اس کی مدح وستائش میں آج تک ہماری زبانیں رطب اللسان ہیں، رجاء کا یہ کارنامہ (جو دینی انقلاب کا ذریعہ بنا) بڑے بڑے مجاہدات اور سالہا سال کی عبادت پر بھاری ہے۔

(دیکھئے کیا علم حدیث پر سلطنت کا اثر پڑا؟)

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نمونۂ عمل

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور عدل وانصاف کا ایسا نظام قائم کیا کہ آج تک اسکی کوئی نظیر نہیں دیکھی گئی آج کے حکمرانو کا یہ حال ہے کہ جتنا چاہو مال ودولت جمع کرلو اور جتنی چاہو من مانی کرلو جب الیکشن کا زمانہ آتا ہے تو ووٹ حاصل کرنے کیلئے عوام کے گھروں کا چکر کاٹتے ہیں اور روپئے پیسے دیگر کسی طریقہ انتخاب میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور جب الیکشن میں جیت گئے تو بھول کر بھی دوسرے الیکشن تک عوام کا حال تک دریافت نہیں کرتے اور یہ بیچاری عوام معمولی معمولی کاموں کیلئے ان کے آفسوں کا چکر کاٹتی ہے اور بڑی مشکل سے ملاقات ہو پاتی ہے اور کتنے تو تنگ آکر واپس

آجاتے ہیں اور لیڈران عوام کی خون پسینے کی کمائی سے عیش وعشرت کے مزے لوٹتے ہیں اور عوام دانہ دانہ کی محتاج ہوتی ہے، جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ عوام کی خدمت کرتے اور دکھ درد میں ان کے شریک ہوتے اور ان کا حال دریافت کرتے، اپنی فکر کرنے کے بجائے عوام کی خدمت کرتے، اسی مقصد کیلئے عوام نے ان کو چنا تھا، آج کل کے حکمرانوں کو خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کو اپنا نمونہ بنانا چاہیے کہ کس طرح انہوں نے اتنی عظیم سلطنت کے سیاہ وسفید کے مالک ہونے کے باوجود اپنے لئے کوئی جائداد اکٹھا نہیں کی، اپنی اولاد کے لئے زمین الاٹ نہیں کیا، بلکہ بہت ہی سادگی اور فقر وفاقہ کی زندگی بسر کی ایک مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے نکلے کہ تھوڑی لیٹ ہوگئی لوگوں نے سوال کیا امیر المومنین لوگ آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ لیٹ سے پہونچ رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ ایک ہی جبہ ہے دھل کر ڈالدیا سوکھنے میں وقت لگ گیا اسکی وجہ سے نماز میں تھوڑا لیٹ پہونچا لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ ہمارے امیر المومنین کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

موت کے وقت مومن کا اعزاز واکرام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری معزز صدر معلّمہ اور پیاری پیاری معلمات! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے دنیا سے انتقال کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ کی تنگی اور تاریکی سے نکل کر دنیا کے آرام و راحت میں آجاتا ہے۔ (الحاصل مومن کیلئے موت بڑی اچھی چیز ہے، بشرطیکہ نیک عمل کرنیوالا ہو اور اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھا ہو، جو بندے اعمال صالحہ میں زندگی گذارتے ہیں وہ موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر جلد سے جلد امن و امان اور راحت و چین والی ہمیشہ کی زندگی میں جانا چاہتے ہیں)۔ (احمد)

اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا: تُحفَةُ الْمُؤمِنُ الْمَوْت مومن کا تحفہ موت ہے موت ایک پل ہے اسکو پار کئے بغیر مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں کرسکتا، اسلئے مومن کیلئے موت ایک عظیم نعمت ہے دنیا کی مصیبتوں اور جھمیلوں سے چھٹکارا حاصل کر کے آخرت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس باادب اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے۔ (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔ جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہونچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے پانی کا قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے پس اسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں، ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے جو دور تک بیٹھے ہوتے ہیں پل بھر بھی انکے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے، حتی کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔

اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لیکر (فرشتے آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے (اور وہ اس روح کو لیکر اوپر چلے جاتے ہیں) حتی کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں (جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹا دونگا اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالونگا چنانچہ اس کی روح اسکے جسم میں واپس کردی جاتی ہے اسکے بعد دو فرشتے اسکے پاس آتے ہیں جو آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں ﷺ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے (جو اللہ کا منادی ہوتا ہے) کہ میرے بندہ نے سچ کہا، سو اس کیلئے جنت کے بچھونے بچھا دو اور اس کو جنت کے کپڑے پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اسکی قبر اتنی کشادہ کر

دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ اس کے بعد نہایت خوبصورت چہرے والا بہترین لباس والا (اور) پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سن لے یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عملِ صالح ہوں۔ اس کے بعد وہ خوشی میں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرما اے رب قیامت قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔ یعنی جنت کی حوروں اور غلاموں کے پاس پہونچ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد نہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر طبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆

تفسیری خطباتِ حبان

''تفسیری خطباتِ حبان'' قرآنِ مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ اور قصائصِ قرآن وخلاصۂ تفسیر کا عام فہم مجموعہ ہے، جس میں عربی خطبہ کے بعد حضرت سیماب اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم ترجمۂ قرآن سے آیات کے اردو اشعار بھی لگائے گئے ہیں، اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب اشعار اور چند قرآنی قصائص بھی جابجا لائے گئے ہیں۔ تاکہ سامع کے لئے نشاۃ اور دلچسپی کا باعث ہو۔

592 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ائمہ، واعظین، خطباء، مبلغین اور تازہ واردان بساطِ تفسیر کے لئے مختصر وقت میں منزل مطلوب تک پہونچ جانے کے لئے بیش قیمت زادراہ ہے۔ قیمت (مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد دیوبند سہارنپور)

زیاراتِ حرمین شریفین

''زیاراتِ حرمین شریفین'' ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں نہ صرف حج وعمرہ کا طریقہ بلکہ تمام اوراد و وظائف، مسنون اور مستحبات ادعیہ، مقاماتِ مقدسہ کی نشاندہی، تاریخی پس منظر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملاً طریقۂ کار، دلائل ومسائل، قصائص قرآنی واحادیثِ نبوی، درود وسلام، مناجات وادعیہ اور آدابِ حرمین مفصل بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید سائنسی تحقیقات وغیرہم شامل کی گئی ہیں غرض 400 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ زائرین حرمین شریفین کے لئے ایک ایسا دفتر ہے جس میں وہ اپنی تمام تر تشنگی بجھا سکتے ہیں۔

قیمت (مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد دیوبند سہارنپور)

(خالصتاً مذکر سے متعلق ہے)

مسجد کیلئے امام کا انتخاب کریں

ملازم کا نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''مسجد کے لئے امام کا انتخاب کریں ملازم کا نہیں'' اسی تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہے امام کا مقام و مرتبہ شریعت کی اصطلاح میں بہت بلند ہے اس کی عزت و احترام تمام مصلیوں ہی نہیں بلکہ محلّہ کے سبھی افراد کو کرنی چاہیے۔

آج کل اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اور امام کو معاشرے میں جو مقام و منصب ملنا چاہیے تھا وہ نہیں مل رہا ہے، اس کا درجہ ایک ملازم کا ہو کر رہ گیا

ہے، مسجد کے تعلق سے سارے اختیارات صدر وسکریٹری اور متولی کو ہوا کرتے ہیں، امام کو صرف نماز پڑھانے کی حد تک محدود رکھا جاتا ہے اس واسطے امام کی ساری صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں اور وہ بہت کچھ کر سکنے کے باوجود بھی نہیں کر سکتا اس لئے ذمہ داروں کو بھی فکر کرنی چاہیے اور اماموں کو بھی حکمت ودانائی سے کام لیتے ہوئے قوم کے مفادات کا خیال کرتے ہوئے اپنی صلاحتیں بروئے کار لانی چاہیے۔

امام کو مرکزی اہمیت حاصل ہے مگر متولی

معاشرہ کو اسلامی معاشرہ بنانے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اس کام میں مرکزی اہمیت ائمۂ کرام کو حاصل ہے، امام کو صرف نماز کا امام نہیں، بلکہ معاشرے کا امام اور لیڈر بننا ہے اور معاشرے کو محمد عربی ﷺ کے راستے پر چلانا ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اس کام کے لیے ہر امام کو، اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔ مسجد کو امت کی اجتماعی زندگی کی تعلیم گاہ بنانا ہے اور اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کرنا ہے تاکہ اس مقام پر بیٹھ کر امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جا سکے۔

معاشرے میں اس وقت مسجد کے حقیقی مقام اور مرتبے کی حیثیت بہت کمزور ہے۔ امام عملاً اس قدر بے بس ہے کہ اسے (متولی کی اجازت کے بغیر) نماز کا وقت متعین کرنے کا بھی اختیار نہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ کے اندر بے پناہ قوت ہے۔ اگر ان کے پاس اہلیت اور صلاحیت ہو تو معاشرے میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ان صلاحیتوں اور امکانات سے آگاہ نہیں ہیں۔ عرب کے ریگستان میں

پلنے والے لوگوں کے اندر یقین اور ایمان کی کیفیت پیدا ہوئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ بہترین جرنیل پیدا ہو گئے۔ ان کو تاریخ کے چیلنجوں کا ادراک تھا۔ ان سے نپٹنے کی صلاحیتوں کا شعور تھا۔ انہوں نے دنیا میں عظیم فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا، ایک بڑی دنیا نے ان کے پیغام کو قبول کیا اور تاریخ کا دھارا موڑ کر رکھ دیا۔

ائمہ کو اس کا ادراک کرنا ہے کہ ان کا حقیقی مقام کیا ہے؟ منصب کیا ہے؟ اگر مسجد کو مرکز بنانا ہے اور ان کو اس مرکز میں دعوت وارشاد اور قیادت کا وہ کام انجام دینا ہے، تو ان کے سامنے ایک ہی روشنی کا مینارہ ہے اور وہ ہیں مسجد نبوی ﷺ کے امام نبی اکرم ﷺ آپ کا اخلاق، شہرت، کردار، اخلاص، دل سوزی، اس کے بغیر یہ عظیم کام انجام نہیں پا سکتا ہے۔

امام کی اہم ذمہ داری ہے

امام کا مقام جتنا بلند ہے اتنا ہی اس کے لئے محنت وجفاکشی اور قوم کے دکھ درد کو محسوس کرنی کی بھی ضرورت ہے، محلّہ کے ایک ایک فرد بالخصوص ایک ایک بچے کی فکر ہونی چاہیے، کہ کس طرح اس کو دینی رخ پر لایا جائے اور محلّہ ومعاشرے میں کیسے دین زندہ ہو، لوگ کیسے اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنیوالے بن جائیں اور بدعات وخرافات کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے اور شادیوں میں بیجا خرچ ہونے والے مال پر کس طرح بندش لگائی جائے اس لئے امام کو شریعت کے احکام سے اچھی واقفیت بھی ضروری ہے۔

سب سے پہلی اور اہم ترین بات یہ کہ امام کو صحیح چیزوں کا علم ہو جائے۔ اللہ کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی شہادت ان کی زندگی کا جزو ہو جائے۔ اسلام کی پوری روح اور اس کی پوری عمارت توحید پر قائم ہے۔ مسجد میں آنے والوں میں اللہ

کی محتاجی کی کیفیت پیدا کریں، زندگی کے ہر مسئلے میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محتاج ہوں۔ شعوری طور پر اس کی کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لیے تدابیر اختیار کرنی ہوں گی۔ اللہ کی محتاجی کی نسبت پیدا کرنا، اللہ کیساتھ لوگوں کا تعلق قائم کرنا، یہ ہم سب کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

● ائمہ اپنے مقتدیوں میں نبی اکرم ﷺ سے محبت اور اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اور ذات مصطفوی ﷺ سے عشق پیدا کریں۔ اس سے ملت کے جسد میں قوت پیدا ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے محبت قوت کا وہ سرچشمہ ہے، جو صرف امت مسلمہ کے پاس ہے کسی اور امت کے پاس نہیں۔ صنعتی ترقی اور کارخانوں کی قوت اصل قوت نہیں۔ ان سے وہ کام نہیں بنے گا جو ہمارے پیش نظر ہے۔

● امت کی زندگی میں دین و دنیا کی وحدت پیدا کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ ● علم صرف احکام و مسائل کو جاننے کا نام نہیں بلکہ احکام و مسائل کے ساتھ ساتھ حکمت اور مصلحت کو جاننے اور اسے صحیح طور سے برتنے کا نام ہے، نبی اکرم ﷺ کتاب کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے، حکمت وہ چیز ہے، جسے خیر کثیر کہا گیا ہے: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۶۹) اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔

جب ائمہ کرام حکمت و دانائی کیساتھ اپنے فرائض کی تکمیل کریں گے اور قوم کے افراد ان کا بہتر ساتھ دیں گے تو یقینی طور پر امت کی اصلاح ہوگی اور امت میں اتحاد کی عظیم قوت پیدا ہوگی، اسلئے وقت کی اہم ضرورت ہے، ہمارے ائمہ کرام اصلاح امت کی فکر کے ساتھ ان کی ترقی کی طرف توجہ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆